

# اعتقاد الأحباب

في الجميل والمصطفى والآل والأصحاب

شيخ الإسلام إمام أهل السنة والجماعة العلامة المجدد

الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادری البریلوی

١٢٧٢ - ١٣٤٠ هـ



## ضروری نوٹ



فتاویٰ رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبدالستار سعیدی حفظہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 صفحیں جلدیوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کر دئے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاویٰ کا مصورہ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاؤشوں سے اثرنیٹ پر فراہم کر دیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور رضوی پریس نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتہک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاویٰ رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاوں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مسامی جیلے کے سبب فتاویٰ مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزاً حم الہ احسنالجزاء

## رسالہ

# اعتقاد الاجباب فی الجميل المصطفی الالٰل الاصحاب

۹۸

(اجباب کا اعتقاد جمیل (اللہ تعالیٰ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی آل اور اصحاب کے بارے میں)

## عقیدۃ اولیٰ — ذات و صفاتِ باری تعالیٰ

حضرت حق سماز، و تبارک و تعالیٰ شانہ واحد ہے (اپنی ربوبیت والوہیت میں۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ یکتا ہے اپنے افعال میں۔ مصنوعات کو تھہا اسی نے بنایا۔ وہ اکیلا ہے اپنی ذات میں۔ کوئی اس کا قسم نہیں۔ یگانہ ہے اپنی صفات میں۔ کوئی اس کا شبیہ نہیں۔ ذات و صفات میں یکتا و واحد مگر (نہ عدد سے) (کوشوار و گنٹی میں آسکے اور کوئی اس کا ہم شافی و جنس کہدا سکے تو اُس کے ساتھ، اس کی

لہ عرض مرتب : امام اہلسنت امام احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی قدس مرہ کے رسائل مبارکہ "اعتقاد الاجباب" کی زیارت و مطالعہ سے یہ فقیر حبیب پہلی بار حال ہی میں شرفیاب ہوا تو منہ خیال آیا کہ بتوفیقہ تعالیٰ اسے نئی ترتیب اور احوالی تفصیل کے ساتھ عامۃ الانس تک پہنچایا جائے تو ان شمارتہ تعالیٰ اس سے عوام بھی فیض پائیں۔ نصرتِ الہی کے بھروسہ پر قدم اٹھایا اور بغیضانِ اساتذہ کرام نہایت (باتی بر صفحہ آئندہ)

ذات و صفات میں، شرکیں کا وجود، محض و ہم انسانی کی ایک اختراع دایکاد ہے) غالباً ہے (ہر شے کا ذوات ہوں خواہ افعال سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں) نہ علت سے (اس کے افعال نہ علت و سب کے محتاج، نہ اس کے فعل کے لئے کوئی غرض، کفر غرض اس فائدہ کو کہتے ہیں جو فاعل کی طرف رجوع کرے اور نہ اس کے افعال کے لئے غایت، کرغایت کا حاصل بھی وہی غرض ہے) فعال ہے (ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا) نہ جوارح (و آلات) سے (جب کہ انسان اپنے ہر کام میں اپنے جوارح یعنی اعضاً بدک کا محتاج ہے۔ مشاہد علم کے لئے دل و دماغ کا۔ دیکھنے اور سُننے کے لئے آنکھ، کان کا۔ لیکن خداوند قدوس کہ ہر پست سے پست آواز کو سُننا اور ہر باریک سے باریک کو کہ خود بین سے محسوس نہ ہو دیکھتا ہے۔ بگر کان آنکھ سے اس کا سُننا دیکھنا اور زبان سے کلام کرنا نہیں کہیں سب اجسام ہیں۔ اور جسم و جسمانیت سے وہ پاک) قریب ہے (اپنے کمال قدرت و علم و رحمت سے) نہ (کہ) مسافت سے (کہ اس کا قرب ماپ و پیمائش میں سما کئے) مک (و سلطان و شہنشاہ زمین و آسمان) ہے مگر بے وزیر (جیسا کہ سلاطین دُنیا کے وزیر باتبدیر ہوتے ہیں کہ اس کے امور سلطنت میں اس کا بوجھ اٹھاتے اور با تحفظ ہتھیں ہیں)

#### (بقیرہ حاشیہ صفوگزشتہ)

قدیلِ عدت میں اپنی مصروفیات کے باوجود کامیابی سے سرفراز ہوا۔

میں اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوا، اس کا فیصلہ آپ کریں گے، اور میری کوتاہ فہمی و قصور علمی آپ کے خیال مبارک میں آئے تو اس سے اس یہ پھداں کو مطلع فرمائیں گے۔

اور اس حقیقت کے اظہار میں یہ فقیر فخر محسوس کرتا ہے کہ اس رسالہ مبارک میں حاشیہ میں السطور اور تشریع مطالب (جو اصل عبارت سے جدا، تو سین میں محدود ہے۔ اور اصل عبارت خط کشیدہ) جو کچھ پاییں گے وہ اکثر و بیشتر مقامات پر العلوفت قدس سرہ ہی کے کتب درسائل اور حضرت استاذی اساتذہ العلماء صدر الشریعۃ مولانا اشادہ امجد علی قادری برکاتی رضوی علیہ رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ کتاب "بہار شریعت" سے مأخوذه ملتفط ہے۔

امید ہے کہ ناظرین کرام اس فقیر کو اپنی دعاۓ خیر میں یاد فرماتے رہیں گے کہ سفر آغثت در پیش ہے اور یہ فقیر خالی ہاتھ، خالی دامن، بس ایک انہیں کا سہارا ہے اور ان شار انہد تعالیٰ وہی بُرٹی بنائیں گے ورنہ ہم نے تو کمائی سب عیوب میں گنوائی ہے۔ والسلام  
العبد محمد خلیل خان قادری البرکاتی المارہری عفی عن

والی رہے۔ ماں و حاکم علی الاطلاق ہے۔ جو چاہئے اور جیسا چاہئے کوئے مجرّہ بے تحریر (ذکری اس کو مشورہ دینے والا۔ نہ وہ کسی کے مشورہ کا محتاج)۔ ذکری اس کے ارادے سے اسے باز رکھنے والا۔ ولایت، ملکیت، مالکیت، حاکیت کے سارے اختیارات اسی کو حاصل۔ کسی کو کسی حیثیت سے بھی اس ذات پاک پر دسترس نہیں۔ ملک و حکومت کا حصیقی مالک کہ تمام موجودات اس کے تحت ملک و حکومت ہیں۔ اور اس کی مالکیت و سلطنت دائمی ہے جسے زوال نہیں) یادداشت و کلام و سمع و بصر و ارادہ و قدرت و علم (کہ اس کے صفات ذاتیہ ہیں اور ان کے علاوہ تکوین و تخلیق و رزاقیت یعنی مارنا، جلانا، صحت دینا، بیمار کرنا، غنی کرنا، فتح کرنا، ساری کائنات کی ترتیب فرما دادہ ہر حضیر کو بتدریج اس کی فطرت کے مطابق کمال مقدار تک پہنچانا، انھیں ان کے مناسب احوال روزی رزق مہیا کرنا) وغیرہ (صفات جن کا تعلق مخلوق سے ہے اور جنہیں صفات اضافیہ اور صفات فعلیہ بھی کہتے ہیں اور جنہیں صفات تخلیق و تکوین کی تفصیل سمجھنا چاہئے۔ اور صفات سلبیہ یعنی وہ صفات جن سے اللہ تعالیٰ کی ذات منزہ اور میرا ہے مثلاً وہ جاہل نہیں عاجز نہیں، بے اختیار و بے لبس نہیں۔ کسی کے ساتھ متعہ نہیں جیسا کہ برف پانی میں گھُل کر ایک ہو جاتا ہے۔ غرض وہ اپنی صفات ذاتیہ، صفات اضافیہ اور صفات سلبیہ) تمام صفات کمال سے ازل ابد ام صوف (ہے۔ اور جس طرح اس کی ذات قدیم ازی ابدی ہے اس کی تمام صفات بھی قدیم ازی ابدی ہیں اور ذات و صفات باری تعالیٰ کے سواب چیزوں حادث و توفیہ، یعنی پھٹے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں۔ صفات الہی کو جو مخلوق کے یا حادث بتائے گراہ بے دین ہے۔ اس کی ذات و صفات) تمام شیوں (تمام نفاذ تمام کوتاہیوں سے) وشین و عیب (ہر قسم کے نقص و نقصان) سے ازل اور آخر آبری (کجب وہ مجتھے ہے تمام صفات کمال کا۔ جامع ہے ہر کمال و خوبی کا، تو کسی عیب کسی نقص کو گھٹا ہی کا اس میں ہونا محال۔ بلکہ جس بات میں نہ کمال ہوتے نقصان وہ بھی اس کے لئے محال)۔

ذات پاک اس کی ندوہند (نظیر و مقابل) شبیہہ و مثل (مشابہ و مثال) کیف و کم (کیفیت و مقدار) شکل و حجم و جہت و مکان و امد (غایت و انتہا اور) زمان سے منزہ (جب عقیدہ یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ قدیم ازی ابدی ہے اور اس کی تمام صفات بھی قدیم ازی ابدی ہیں تو یہ بھی مانتا پڑے گا کہ وہ ان تمام چیزوں سے جو حادث ہیں یا جن میں مکانیت ہے یعنی ایک جگہ سے دوسری طرف نقل و حرکت، یا ان میں کسی قسم کا تغیر پایا جانا، یا اس کے اوصاف کا متغیر ہونا، یا اس کے اوصاف کا مخلوق کے اوصاف کے مانند ہونا۔ یہ تمام امور اس کے لئے

مال ہیں، یا یوں کہتے کہ ذات باری تعالیٰ ان تمام حادث و حجاج سے پاک ہے جو خاصہ بشریت میں) نہ والد ہے نہ مولود (نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بنیا، یونکہ کوئی اس کا جانس وہ بھی نہیں، اور چونکہ وہ قیم ہے اور پیدا ہونا حادث و مخلوق کی شان) نہ کوئی شے اس کے جوڑکی (لیعنی کوئی اس کا ہستا کوئی اس کا عدیل نہیں۔ مثل و نظیر و شبیہ سے پاک ہے اور اپنی ربویت والوہیت میں صفات عزت و کمال کے ساتھ موجود ہے)۔

اور جس طرح ذات کیم اس کی، مناسبت ذات سے مبرأ اسی طرح صفات کمالیہ اس کی، مشابہ صفات سے معرا (اس کا ہر کمال عظیم اور ہر صفت عالی۔ کوئی مخلوق کسی ہی اشرف و اعلیٰ ہوا اس کی شریک کسی حیثیت سے — کسی درجہ میں نہیں ہو سکتی)

مسلمان پر لالہ الا اللہ مانتا، اللہ سبحانہ، و تعالیٰ کو واحد، صمد، لا شریک له جانتا فرض اول دلدار ایمان ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں کہ لالہ الا اللہ (اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں) نہ صفات میں کہ لیں کمٹلہ شیئے اس جیسا کوئی نہیں، نہ آسماء میں کہ هل تعلولہ سمیتاً کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو؛ نہ آنکام میں کہ ولا یشراک فی حکمہ احـد اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا، نہ آفعال میں کہ هل من خالق غیر اللہ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے، نہ سلطنت میں کہ ولو یکن لہ شریک فی السُّلْطَنِ اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ تو جس طرح اس کی ذات اور ذاتوں کے مشاہیر نہیں یونہی اس کی صفات بھی صفات مخلوق کے مثال نہیں۔

اور یہ جو ایک ہی نام کا اطلاق اس پر اور اس کی کسی مخلوق پر دیکھا جاتا ہے جیسے علیم، حکیم، کریم، سمیع، بصیر اور ان بیسے اور، تو یہ مخفی لفظی موافقت ہے نہ کہ معنوی شرکت۔ اس میں حقیقی معنی میں کوئی مشابہت نہیں وہذا مسئلہ اور وہ اس کے علم و قدرت کو اس کے علم و قدرت سے (مخفی لفظی لیعنی) فقط ع، ل، م - ق، د، رت میں مشابہت ہے (نہ کہ شرکت معنوی) اس (صوری و لفظی موافقت) سے آگے (قدم بٹھے تو) اس کی تعالیٰ و سکبتر (برتری و کبریائی) کا سراپا دہ کسی کو

لہ القرآن الکریم ۱۹/۶۵

۳ " " ۲/۳۵

۱۸/۲۶

۲/۲۵

بَار نہیں دیتا (اوہ کوئی اس کی شاہی بارگاہ کے اردو گرد بھی نہیں پہنچ سکتا۔ پرندہ وہاں پر نہیں مار سکتا۔ کوئی اس میں دخل انداز نہیں) تمام عزتیں اس کے حضور پست (فرشے ہوں یا چن یا انسان یا اور کوئی مخلوق، کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں، سب اس کے فضل کے محتاج ہیں۔ اور زبانِ خال و قال سے اپنی پستیوں، اپنی احتیاجوں کے معرفت اور اس کے حضور سائل، اس کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے ہوئے، اور ساری مخلوقات چاہے وہ زمینی ہو یا آسمانی اپنی اپنی حاجتیں اور مرادیں اسی حق تعالیٰ سے طلب کرتی ہیں) اور سب ہستیاں اس کے آگے نیست (ذکری ہستی ہستی، ذکری وجود وجود)

**حکل شئی هالک الا وجہہ** (بقا صرف اس کی وجہ کیم کے لئے ہے باقی سب کے لئے فنا، باقی باقی، باقی فانی) وجود واحد (اسی حقیقت و قیوم ازلی ابدی کا) موجود واحد (وہی ایک حقیقت و قیوم ازلی ابدی) باقی سب اعتبارات ہیں (اعتبار کیجئے تو موجود و رہنہ محض معدوم) ذراست اکوان (یعنی موجودات کے ذرہ ذرہ) کو اس کی ذات سے ایک نسبت مجموعہ الکیفیت ہے (نا معلوم الکیفیت) جس کے لحاظ سے من و تو (ما و شما و این و آں) کو موجود و کائن کہا جاتا (اور ہست و بود سے تعبیر کیا جاتا) ہے۔ (اگر اس نسبت کا قدم درمیان سے اٹھالیں۔ ہست نیست اور بود، تابود ہو جائے۔ کسی ذرہ موجود کا وجود ذرہ ہے کہ اس پر ہستی کا اطلاق روا ہو) اور اس کے آفتاب وجود کا ایک پرتو (ایک نسل، ایک عکس، ایک شعاع) ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ نگاہِ ظاہر میں جلوہ آرائیاں کر رہا ہے (اور اس تماشاگاہِ عالم کے ذرہ ذرہ سے اس کی قدرت کا مطرکے جلوے ہو پیدا ہیں) اگر اس نسبت و پرتو سے (کہ ہر ذرہ کون و مکان کو اس آفتاب وجود حقیقی سے حاصل ہے) قطع نظر کی جائے (اور ایک لمحہ کو اس سے نگاہ ہٹالی جائے) تو عالم ایک خواب پریشان کا نام رہ جائے۔ ہر کامیدان عدم بحث کی طرح سنان (محض معدوم و یکسر ویران، تو مرتبہ وجود میں صرف ایک ذات ہتی ہے باقی سب اسی کے پرتو وجود سے موجود ہیں۔ مرتبہ کون میں فوراً بدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے۔ اس نسبت فیضان کا فتدم، درمیان سے نکال لیں تو عالم دفعہ فنا کے محض ہو جائے کہ اسی نور کے متعدد پرتوؤں نے بے شمار نام پائے ہیں۔ ذات باری تعالیٰ واحد حقیقی ہے۔ تغیر و اختلاف کو اصلًا اس کے سراپہ عزت کے گردبار نہیں۔ پرمظاہر کے تعداد سے یہ مختلف صورتیں، بے شمار نام، بے حساب آثار پیدا ہیں۔ فوراً حدیث کی تابیش غیر محدود ہے۔ اور چشم جسم و چشم عقل دونوں وہاں تابیش ہیں۔ اور اس سے زیادہ بیان

سے باہر، عقل سے ورام ہے)

موجود واحد ہے نہ وہ واحد جو چند (البعض واجرا) سے مل کر مرکب ہوا (اور شے واحد کا نام اس پر روا مٹھرا) نہ وہ واحد جو چند کی طرف تخلیل پائے (جیسا کہ انسان واحد یا شے واحد کے گوشت پرست خون و استخوان وغیرہ اجزاء والبعض سے ترکیب پا کر مرکب ہوا اور ایک کہلا یا۔ اور اس کی تخلیل و تجزیہ اور تجزیہ، انھیں اعضاً و اجزاء والبعض کی طرف ہو گا جن سے اس نے ترکیب پائی اور مرکب کہلا یا، کہ یہی جسم کی شان ہے۔ اور ذات باری تعالیٰ عزّ شانہ، جسم و جسمانیات سے پاک و منزہ ہے) نہ وہ واحد چو پر تہمت حلول عینیت (کہ اس کی ذات قدسی صفات پر یہ تہمت لگائی جائے کہ وہ کسی چیز میں حلول کئے ہوئے یا اس میں سمائی ہوئی ہے یا کوئی چیز اس کی ذات احصیت میں حلول کئے ہوئے اور اس میں پیوست ہے اور یوں معاذ اللہ وہ) اور وحدت (وحدانیت و یکتاں کی رفتار) سے حضیض اثنینیت (دوں اور اشتراک کی پستیوں) میں اُتر آتے۔ هو ولا موجود الا هو آیۃ کریمہ سبحانہ و تعالیٰ عتماً يشکون (پاکی اور برتری ہے آن شرکیوں سے) جس طرح شرک فی الالوہیت کو رد کرتی ہے (اور بیانی ہے کہ خداوند قدوس کی خدائی اور اس معبد برحق کی الوہیت و ربوبیت میں کوئی شرکیں نہیں۔ هو الذی فی السمااء اللہ و فی الارض اللہ وہی آسمان والوں کا خدا اور وہی میں والوں کا خدا۔ تو نفس الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شرکیں کیا ہوتا، اس کی صفات کمال میں بھی کوئی اس کا شرکیں نہیں، لیس کمشلد شحوتے اس جیسا کوئی نہیں)

یونہی (یہ آیۃ کریمہ) اشتراک فی الوجود کی نقی فرماتی ہے (تو اس کی ذات بھی منزہ اور اس کی تمام صفات کمال بھی مبران تمام نالائق امور سے جو اہل شرک و جاہلیت اس کی جانب غسوب کرتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ وجود اسی ذات برحق کے لئے ہے، باقی سب ظلال و پرتو) ۵

### غیرِ شش غیر در جہاں نہ گزاشت

### لا حرم عین جملہ معنی شد

(اور وحدت الوجود کے جتنے معنی اور جس قدر مفہیم عقل میں آسکتے ہیں وہ یہی ہیں کہ وجود واحد، موجود واحد۔ باقی سب اسی کے مظاہر اور آئینے کا اپنی صد ذات میں اصلًا وجود وہستی سے بہرہ نہیں

رکھتے۔ اور حاشش ثم حاش یہ معنی ہرگز نہیں کہ من و تو، ما و شما، این و آں، ہر شے خدا ہے۔ یہ اہل اتحاد کا قول ہے جو ایک فرقہ کا فروع کا ہے۔ اور پہلی بات ذہب ہے اہل توحید کا، کہ اہل اسلام وہ صاحب ایمان حقیقی ہیں)

## عقیدۃ ثانیہ۔۔ سب سے اعلیٰ، سب سے اولیٰ

بایس ہمہ (کہ اُس کی ذاتِ کریم دوسری ذوات کی مناسبت سے ممتاز ہے اور اس کی صفاتِ عالیہ اور وہ کی صفات کی مشابہت سے مبترا) اس نے اپنی حکمت کاملہ (و رحمت شاملہ) کے مطابق عالم (یعنی ماسوی اللہ) کو جس طرح وہ (اپنے علم قدیم از لی سے) جانتا ہے۔ ایجاد فرمایا (تمام کائنات کو خلقت وجود بخشنا۔ اپنے بندوں کو پیدا فرمایا انھیں کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، زبان وغیرہ عطا فرمائے اور انھیں کام میں لانے کا طریقہ اہام فرمایا۔ پھر اعلیٰ درجہ کے شریعت جو ہر یعنی عقل سے ممتاز فرمایا جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا۔ پھر لاکھوں باتیں ہیں جن کا عقل اور اک نہیں رکھتی تھی۔ لہذا انہیاں سچھ کرتا ہیں اتار کر، ذرا ذرا سی بات بتا دی۔ اور کسی کو عذر کی کوئی جگہ باقی نہ چھوڑی) اور مخلوقین کو (جو تحکیماتِ شرعی کے اہل، امر و نہی کے خطاب کے قابل بانجع عاقل ہیں) اپنے فضل و عدل سے دو فرقے کر دیا، فریضی فی الجنۃ (ایک جنتی و ناجی، جس نے حق قبول کیا) و فریض فی السعیر (دوسری جسمی و بآنک، جس نے قبول حق سے جی چرایا) اور جس طرح پرتو و بود (موجود و حقیقی جل جلالہ) سے سب نے بہرہ پایا (اور اسی اعتبار سے وہ ہست و موجود کہلایا) اسی طرح فریض جنت کو اس کے صفاتِ کمالیہ سے نصیرہ حسن ملا (دنیا و آخرت میں اس کے لئے فوز و فلاح کے دروازے کھلے اور علم و فضل خاص کی دولتوں سے اس کے دامن بھرے) دبستان (مدرسہ) علمک مالو تکن تعلم (اور دارالعلوم علوم الانسان مالیععلم) میں تعلیم فرمایا (کہ جو کچھ وہ نہ جانتا تھا اسے سکھایا پھر) و کان فضل اللہ علیک عظیماً نے اور رنگ آمینہ یاں کیں (کہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم اس پر جلوہ گستہ رہا۔ مولائے کویم نے گونا گون نعمتوں سے اسے فوازا۔ بے شمار فضائل و محاسن سے اسے سنوارا۔ قلب و قالب، جسم جان، ظاہر و باطن کو رذائل اور خصالیں قبیحہ مذمومہ سے پاک صاف اور م Hammond و اخلاق حسنہ سے اسے آراستہ

لہ القرآن الحکیم ۲/۳۲، لہ القرآن الحکیم ۳/۲۲/،

۳ " " ۱۱۳/۳/، ۵/۹۶

۵ " " ۱۱۳/۳/

پیر است کیا۔ اور قریب خداوندی کی را ہوں پر اُسے ڈال دیا) اور یہ سب تصدق (صدقہ و طفیل) ایک ذات جامن البرکات کا تھا جسے اپنا محبوب خاص فرمایا۔ (مرتبہ محبوبیت گئی سے سرفراز فرمایا کہ تمام خلق حقیقت کرنے والی و مرسل و ملک مقرب جو یائے رضاۓ الہی ہے اور وہ ان کی رضا کا طالب)

مکر زد اورہ (گن) و دارہ مرکز کاف و نون بنایا اپنی خلافت کاملہ کا خلعتِ رفیع المزالت اُس کے قامست موزوں پرسجایا کہ تمام افراد کا سات اس کے غلظ طلیل (سایہ مدد و درافت) اور ذیل جلیل (دامن معمور رحمت) میں آرام کرتے ہیں۔ اعظم مقربین (کہ اُس کی بارگاہ عالی جاہ میں قرب خاص سے مشرف ہیں) (ان) کو (بھی) جب تک اس مامن جہاں (پناہ گاہ کون و مکان) سے تو سل زکری (اخین) اس کی جانب والا میں وسیلہ نہ بنائیں) بادشاہ (حقیقی عزت اسمہ و جل مجدہ) تک پہنچنا ممکن نہیں کنجیاں، خزان علم و قدرت، تدبیر و تصرف کی، اس کے با تھیں رکھیں۔ عطت و اولوں کو مرپے (چاند کے نکڑے، روشن تارے) اور اس کو اس نے آفتاب عالم تاب کیا کہ اس سے آپساں انوار گریں (عرفان و معرفت کی روشنیوں سے اپنے دامن بھریں) اور اس کے حضور اندازبان پر (اور اپنے فضائل و محسن، ان کے مقابل، شمار میں) نہ لائیں اس (محبوب اجل و اعلیٰ) کے سراپرده عزت و اجدال کو دہ عزت و رفت بخشی کہ عرش عظیم جیسے ہزاراں ہزار اس میں یوں کم ہو جائیں جیسے بیدائے تا پیدا کنار (و سیع و عریض بیان، جس کا کنارہ نظر آتے اس) میں ایک شلنگ ذرہ کم مقدار (کہ لق و دق صحرا میں اس کی اڑان کی کیا وقعت اور کیا قدر و منزلت)

علم وہ وسیع و غیر (کثیر و کثیر) عطا فرمایا کہ علوم اولین و آخرین، اس کے بھر علوم کی نہیں، یا جو شش فیوض کے چھینٹے قرار پائے (شرق تا غرب، عرش تا فرش اخین و کھایا، ملکوت السوت والارض کا شاہہ بنایا۔ روز اول سے روز آخر تک کا سب ماکان و مایکون اخین بتایا) ازل سے ابد تک تمام غیب و شہادت (غائب و حاضر) پر اطلاع تام (و آگاہی تمام اخین) حاصل، الاما شاء اللہ (اور ہنوز ان کے احاطہ علم میں وہ ہزار در ہزار، بے حد و بے کنار سمندر لہر اپنے ہیں جن کی حقیقت وہ جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک و مولیٰ جل و علا) بصر (ونظر) وہ محیط (اور اس کا احاطہ اتنا بسیط) کرشش جنت (پس و پیش، چپ و راست، زیر و بالا) اس کے حضور (ان کی نگاہوں کے رو برو، ایسے ہیں جیسے) جنت مقابل (کہ بصارت کو ان پر اطلاع تام حاصل) دنیا کے سامنے اٹھائی کہ تمام کا سات تا بروز قیامت، آن واحد میں کپیں نظر (تو وہ دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے اپنی مستحیل کو، اور ایمانی نگاہوں میں نر قدر الہی

پر دشوار نہ عزت و وجہ است انبیاء کے مقابل بسیار) سچ والا کے نزدیک پانچ سو برس راہ کی صدا، جیسے کان پڑی اواز ہے۔ اور (یعنی قاد مطلق) قدرت (اختیارات) کا توکیا پوچھنا، کہ قدرت قدرت  
علی الاطلاق جل جلالہ کی نعمت و آمینہ ہے۔ عالم علوی و سطحی (اقطار و اطراف زمین و آسمان) میں سکا حکم چاری۔ فرمائروائی کن کو اس کی زبان کی پاسداری۔ مردہ کو قسم کہیں (کہ حکم الہی کھڑا ہو جاتو ہو) زندہ۔ اور چاند کو اشارہ کریں (تو) قورا دوپارہ ہو۔ جو (یہ) چاہتے ہیں خداوہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔ مشورہ خلافت مطلقہ (تامہ، عامر، شاملہ، کاملہ) و تفویض تمام (کافرمان شاہی) ان کے نام نامی (اسم گرامی) پر پڑھا گیا۔ اور سکر و خطبہ ان کا ملایادنی سے عالم بالا تک جاری ہوا۔ (قوہ اللہ عز وجل) کے نائب مطلق ہیں اور تمام ماسوی اللہ تمام عالم ان کے تحت ، تصرف ان کے زیر اختیار، ان کے سپرد کہ جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں اور جس سے جو چاہیں والپر لیں، تمام جہان میں کوئی ان کا پھر نے والا نہیں، اور ہاں کوئی کھونکر ان کا حکم پھر سکے کہ حکم الہی کسی کے پھرے نہیں پھرتا۔ تمام جہان ان کا مکوم اور تمام آدمیوں کے وہ مالک، جو انھیں اپنا مالک نہ جانے حلاوت سُنت سے محروم۔ ملکوت السموات والارض ان کے زیر فرمان، تمام زمین اُن کی بِلَك اور تمام جنت اُن کی جاگیر)۔ دنیا و دیں میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہ عرشِ اشتباہ سے ملتا ہے (جنت و نار کی گنجیاں دستِ اقدس میں دے دی گئیں۔ رزق و خیر اور ہر قسم کی عطا میں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دُنیا و آخرت حضور ہی کی عطا کا ایک حصہ ہے۔

### فَإِنْ مَنْ جُودَكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتْهَا

(بے شک دُنیا و آخرت آپ کے بُجُود و سخا سے ہے)

تو تمام ماسوی اللہ نے چونت، دنیاوی و اخروی، جسمانی یا روحانی، چھوٹی یا بڑی پانی انھیں کے دستِ عطا سے پانی۔ انھیں کے کرم، انھیں کے طفیل، انھیں کے واسطے سے ملی۔ اللہ عطا فرماتا ہے اور انکے ہاتھوں ملا، ملتا ہے اور ابد الابد تک ملتا رہے گا جس طرح دن و ملت، اسلام و سنت، صلاح و عبادات، زہد و طہارت اور علم و معرفت ساری دنیٰ نعمتیں ان کی عطا فرماتی ہوئی ہیں۔ یونہی مال و دولت، شفار و صحت، عزت و رفت اور فرزند و عشرت یہ سب دُنیاوی نعمتیں بھی انھیں کے دستِ اقدس سے ملی ہیں۔

قال الرضا:

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے  
حاشا غلط غلط، یہ سوس بے بصر کی ہے

وقال الغقر :

بے اُن کے توسل کے، مانگے بھی نہیں ملتا  
بے اُن کے توسط کے، پرستش ہے نہ شنوائی )

وہ بالا دست حاکم کہ تمام ماسوی انسان کا حکوم اور ان کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں۔ (ملکوت السموات والارض میں ان کا حکم جاری ہے۔ تمام مخلوقِ الہی کو ان کے لئے حکم اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ وہ خدا کے ہیں، اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے ہے

میں تو ماں کہی کہوں گا کہ ہومالک کے جیب  
یعنی مجبوب و محب میں نہیں میرا، تیرا۔

جو سر سے اُن کی طرف جھکا ہوا، اور جو باختہ ہے وہ ان کی طرف پھیلا ہوا)

سب اُن کے محتاج اور وہ خدا کے محتاج (وہی بارگاہِ الٰہی کے وارث ہیں اور تمام عالم کو اُنھیں کی وساحت سے ملتا ہے) قرآن عظیم ان کی مدح و ستائش کا دفتر (اور) نام ان کا ہر جگہ نامِ الٰہی کے پر اپر ہے

( و ر فعل لک ذکر ک کا ہے سایہ تجویز پر )

ذکر انچھے ہے ترا، بول ہے بالاتیرا

احکامِ اشريعیہ، شریعت کے فرماں، اور نواہی سبان کے قبضہ میں، سبان کے پسروں، جس بات میں جو چاہیں اپنی طرف سے فرمادیں، وہی شریعت ہے۔ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں، اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کر دیں، اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں، وہی شرع ہے۔ غرض وہ کارخانہِ الہی کے مختابرگل ہیں، اور خسر و ان عالم اس کے دست بگر و ممتاز۔

لہٰ حدائق بخشش . حاضری بارگاہ بھیں جائے / حصہ اول مکتبہ رضویہ کراچی ص ۹۳

گله " " وصل چهارم در منافع اعداد المخ " " " " ص ۹

(وَهُوَ كُونٌ) اعْتَقِي سَيِّدُ الْمَرْسُلِينَ (رَبُّ الْبَرِّ وَبَرِّ الْأَرْضِ)، خَاتَمُ النَّبِيِّنَ (خَاتَمُ الْمُغْبِرِيَّاتِ)،  
 رَحْمَةُ الْعَالَمِينَ (رَحْمَةُ الْبَرِّ وَجَهَنَّمِ)، شَفِيعُ الْمُذْنَبِينَ (شَافِعُ خَطَاكَارَانِ)، قَائِدُ الْغَرْبَةِ  
 السَّاجِلِينَ (بَادِي نُورِيَّا وَرُوشَنِ جَيَّانِ)، سَرَّالَهُ الْمَكْتُونَ (رَبُّ الْعَزَّةِ كَرَازِ سَرِّيَّتِهِ)،  
 دُرَّالَهُ الْمَخْزُونَ (خَزانَةُ الْهُنْيَّ كَامُوتِيَّ)، قَيْمَتِيَّ وَيُوشِيدِهِ)، سَرُورُ الْقُلُوبِ الْمَحْزُونَ (لُونَےِ دُولَ کَامُوتِيَّ)  
 سَهَارَا)، عَالَمُ مَا كَانَ وَمَا سِكُونَ (ماضِيٌّ وَسَقْبُ الْمُتَقْبَلِ كَوَاقِفَتِ کَارِ)، تَاجُ الْإِلَاتِقِيَّاءِ (نِيكُوكَارُو کَرَكَاتِاجِ)  
 نَبِيُّ الْأَنْبِيَاءِ (تَعَامِلُ نِبَوَوْ کَاسِرَتِاجِ) مُحَمَّدُ (المصطفى) سَرُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى  
 عَلَيْهِ وَعَلَى أَهْلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ يَوْمُ الدِّينِ۔

بَایں بَہرَ (فَضَائِلِ جَمِيلَه وَفَوَاضِلِ جَلِيلَه وَمَحَاسِنِ حَمِيدَه وَمَحَمَّدِ مُحَمَّدَه وَهُوَ) خَداَ کَے بَنْدَه وَمَحَاجَ مِیں  
 (اوَرِیْسَلَه مِنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَهُ كَمَسَاقٍ) حَاشَ اللَّهُ كَرِعْنِیتِ یا مَثِیتِ کَا گَمَان (تو گَمَان  
 یَوْهِمْ بَھِی ان کی ذاتِ کَرِیم، ذاتِ الْهُنْیَّ عَرْشَانَه کی عَینِ یا اَسَ کَمَل وَمَمَاثِل یا شَبِيه وَنَظِيرِ ہے)  
 کَافِرَ کَے سَوَامِلَانَ کو ہو سکے۔ خَرَانَه قَدْرَتِ مِنْ مَمْکَن (وَحَادِث وَمَخْلُوقَ) کَے لَئَے جَوْ كَمَالَاتِ مَتَصُورَتِهِ  
 (تَصُور وَمَگَانِ مِنْ آسَکَتِتِ یا آسَکَتِتِ ہیں) سَبْ پَائِیَّ، کَرِدَوَرَسَے کَوْہِمْ عَنَانِی (وَهِسَرِی اوَرَانِ مَرَسِیَ  
 رَقِیْعِ مِیں بَراَبِرِی) کَیِّ مَجَالِ نَهِیں، هَمَگُوارَهُ عَجِیْبَتِ وَافْقَارِ (بَنْدَگِ وَاحِدَتِیَّاَجِ) سَے قَدْمَ نَزَدِ بَحَارَهُ ، نَه  
 بَحَارَهُ سَکَے۔ الْعَظِمَةُ اللَّهُ خَدَاءَ تَعَالَى سَے ذَاتِ وَصَفَاتِ مِنْ مَشَابِهَتِ (وَمَمَاثِلَتِ) کَسِیِّ۔ (اس  
 سَے مَشَابِه وَمَمَاثِل ہونے کا شَبِيه بَھِی اس قَابِلِ نَهِیں کَرِمَلَانَ کَے دَلِ ایمانِ مَنْزَلِ مِنْ اس کَا خَطَرَهُ گَزَرَ سَکَے  
 جَبْ کَرِاَہِیِّ حقِ کَا ایمان ہے کَرِحْضُورِ اَقْدَسِ سَرُورِ عَالَمِ، عَالَمِ اَعْلَمِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَبَارَكَ  
 وَسَلَّمَ ان اَحْسَانَاتِ الْهُنْیَّ کَا جَوْبَارَگَاهِ الْهُنْیَّ سَے ہَرَآنِ، ہَرَگُھَرِیِّ ، ہَرَلَحَظَهِ، ہَرَلَحَهِ ان کی بَارَگَاهِ بَیْکِسِ پَنَاهِ  
 پَرِبَندِ دُولِ رَبِّتِتِ ہیں، ان اَنْعَامَاتِ اوَرَانِ) فَعَاءَتِ خَدَاءَنَدِیِّ کَے لَائِقِ جَوْشَکِرُو شَنَاءَ ہے اَسَے پُورَاً لَهُ  
 بَحَانَه لَاسَکَے۔ نَزَدِکَنِ کَرِبَیْلَمَیْسِ کَرِجَوْشَکِرِکَرِیں وَهُبَھِی نَعْتَ اَحْسَنِ مَوْجِبِ شَكَرِ دِیْگَارِیِّ مَالَانِهَايَةِ  
 لَهُ نَعْمَ وَافْضَالِ خَدَاءَوَنَدِیِّ (رَبِّيَّانِ نَعْتَیِنِ اوَرِبَخَشَیِنِ خَصْصَوْصَآپِ پِرِ) غَيْرَ مَنَاهِیِّ ہیں۔  
 (ان کی کوئی حد و نہایت نَهِیں، اَخْسِنِ کوئی گَنْتَیِ وَشَمارِ مِنْ نَهِیں لَاسَکَتا) قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلِلْآخِرَةِ  
 خَيْرُكَ مَنْ اَلَوَّنِ اللَّهُ (اَسَے نَبِیِّ بَیْشِکِ ہَرَآنِ وَالْأَنْجَمِ تَحْمَارَے لَئَے گَزَرَے ہَوَے لَحَسَے  
 بَهْتَرَہِ اَوْرَسَاعَتِ بَسَاعَتِ آپِ کَے مَرَاتِبِ رَفِیْعِ تَرْقِیَوْنِ مِیں ہیں) مَرْتَبَهُ "قَابِ قَوْسِینِ

او ادنی کا پایا (اور یہ وہ منزل ہے کہ کسی نے پائی اور نہ کسی کے لئے ملک ہے اس تک رسائی۔ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ شبِ اسری مجھے میرے رب نے اتنا زدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کافیوں بلکہ اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا) قسم کھانے کو فرق کا نام رہ گیا ہے

(لماں امکاں کے جھوٹے نقطوں اتم اول آخ کے پھر می ہو)

محیط کی حال سے تو یو جو کو کدر ہے آئے کدر گئے بتتے ہے

دیدارِ الہی پنجم سر دیکھا، کلامِ الہی ہے واسطہ نہ (پن اقدس کے ساتھ، بیداری میں۔ اور یہ وہ قرب خاص ہے کہ کسی نبی مرسل و ملک مقرب کو بھی نہ کبھی حاصل ہو اور نہ کبھی حاصل ہو)

محلِ سیل (اور اک سے ما در اس) کروڑوں منزل سے کروڑوں منزل (دُور) (اور) خود وہ میں (عقل نکتہ دان، دقیقہ شناس) دنگ ہے۔ (کوئی جانے تو کیا جانے اور کوئی بخوبی تو کیا بخوبی) نیا سماں ہے نیا نگہ ہے (ہوش و حواس ان و سعتوں میں گم اور دامانِ نگاہ تنگ) قرب میں بعد (زدیکی مذکوری) بعد میں قرب (دُوری میں زدیکی) وصل میں بچر (فرقت میں وصال) طر

(عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقہ جنم کے بچڑے گلے ملتے تھے)

عقل و شعور کو خود اپنا شعور نہیں۔ دست و پایستہ خود گم کر دہ حواس ہے۔ ہوش و خرد کو خدا پر لائے پڑے ہیں۔ وہم و گمان دوڑیں تو کہاں تک پہنچیں۔ ٹھوکر کھانی اور گرے سے

سرخ این و می کہاں تھا، تشاں کیفت و ای کہاں تھا  
نہ کوئی راہی، نہ کوئی ساتھی، نہ سنگِ منزل، نہ مرحلے تھے

جس راز کو اللہ جل سلطان نہ فاہر نہ فرمائے بے بتائے کس کی سمجھ میں آئے اور کسی بے وقار کی کیا میال کر درون غنا  
خاص تک قدم بڑھائے)

گوہ شناور دریا (گویا موتی پانی میں تیر رہا ہے) مگر (یوں کہ) صدف (یعنی پیچی) نے وہ

لہ القرآن الکریم ۹/۵۳

لہ صحیح البخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ و کلم اللہ موسیٰ تخلیقاً قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۱۲۰/۲

لہ حدائق بخشش معراج نظم مذرگہ اجضور سلطان الانبیاء الرحم حصہ اول مکتبہ رضویہ کراچی ص ۱۰۵

۱۱۰ ص ۱۱۰

۱۱۰ ص ۱۱۰

پر وہ دال رکھا ہے کہ تم سے آشنا نہیں (قطہ تو قطہ، نمی سے بھی بھرہ ورنہیں) اے جاہلِ نادان! علم (و گنہ حقیقت) کو علم والے پر چھوڑ اور اس میدان دشوار جوان سے (جس سے سلامتی سے گزر جانا جوستے شیر لانا ہے اور سخت مشقتوں میں ٹپنا) سنتہ بیان (کلام و خطاب کی تیز و طار سواری) کی عنان (بائگ ڈور) مودر (اس و الاجنب کی رفتتوں، منزلتوں اور قربتوں کے اظہار کے لئے) زبان بند ہے پر اتنا کہتے ہیں کہ خلق کے آفایں، خاتم کے بندے، عبادت (و پرستش) ان کی کفر (اور ناقابل معافی جرم) اور بے ان کی تعظیم کے جھٹ (برباد، ناقابل اعتبار، منہ پر مار دئے جانے کے قابل) ایمان ان کی محبت و عظمت کا نام (اور فعل تعظیم، بعد ایمان، ہر فرض سے مقدم) اور مسلمان وہ جس کا کام ہے نام خدا کے ساتھ، ان کے نام پر تمام دالسلام علی خیر الانام والآل والاصحاب علی الدوام۔

## عَقِيْدَةِ شَالَّةٍ صَدْرُ شِينَانِ بِرْمٌ عَزَّ وَجَاهٌ

اس جانب عرش قباب کے بعد (جن کے قبلہ اطہر اور گنبد انور کی رفتیں عرش سے ملتی ہیں) مرتبہ اور انبیاء و مرسیین کا ہے صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کہ باہم ان میں تفاصل (اور بعض کو بعض پر فضیلت) مگر ان کا بغیر، کوئی مرتبہ ولاست تک پہنچ، فرشتہ ہو (اگرچہ مقرب) خواہ آدمی صحابی ہو خواہ امیت (اگرچہ محروم تو معظم ترین) ان کے درجے تک (اس غیر کو) وصول محال۔ جو قرب الہی انھیں حاصل، کوئی اس تک فائز نہیں۔ اور جیسے یہ خدا کے محبوب، دوسرا ہرگز نہیں۔ یہ وہ صدر (و بالا) نشینانِ برم عز وجاہ ہیں۔ (اور والا مقام ان محفل عزت و وجاہت اور مقریبان حضرت عزت) کہ رب العالمین تبارک و تعالیٰ خود ان کے مولیٰ و سردار (نبی مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم القرار) کو حکم فرماتا ہے؛ او نَلَكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فِيهِمَا اهْمَ اقتدَأُ (اللہ اللہ اکوئی کیا اندازہ کر سکتا ہے اُس مقدس ذات، برگزیدہ صفات کا جسے اس کے رب تبارک و تعالیٰ نے محمد مجیلہ، محسن جلیلہ، اخلاق حسنة، خصال م محمودہ سے نوازا۔ سر اقدس پر محبوبیت کرنی کا تاج والا ابھاج رکھا۔ جسے خلافتِ عظیٰ کا خلعت والا امریت پہنایا۔ جس کے طفیل ساری کائنات کو بنایا۔ جس کے فیوض و برکات کا دروازہ تمام ماسوی اللہ کو دکھایا۔ انھیں ہے

یہ خطاب فرمایا کہ) یہ وہ ہیں جنہیں خدا نے راہ دکھاتی تو اُن کی پروردی کر۔ اور فرماتا ہے، فاتیعوامۃ  
ابراهیم حنیفۃ تو پروردی کر شریعت ابراہیم کی، جو سب ادیان بالطلہ سے کنارہ کش ہو کر دینِ حق کی طرف  
چک گیا۔

(غرض انبیاء و مسلمین علیہم الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین میں سے، ہر بی، ہر رسول بارگاہِ عزت  
جل مجدہ میں پڑی عزت و وجہت والا ہے اور اس کی شان بہت رفیع، ولہذا ہر شی کی تعظیم فرض ہے بلکہ  
اصل جملہ فرائض ہے اور) ان کی ادنیٰ توہین مثُل سید المسلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، کفر قطعی۔ (ان میں سے  
کسی کی تکذیب و تفہیم، کسی کی اہانت، کسی کی بارگاہ میں ادنیٰ گستاخی ایسے ہی قطعاً کفر ہے جیسے خود حضور  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب پاک میں گستاخی و دریدہ دہنی۔ والیعاظ باللہ تعالیٰ) اور کسی کی نسبت، صدیق  
ہوں خواہ مرضی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان (حضرات قدسی صفات) کی خادمی و غاشیہ برداری (اما عاست و  
فرمانبرداری کریے ان کے پیش خدمت و اطاعت گزاریں، اس) سے بڑھا کر (افضیلت و برتری در کنار)  
دعویٰ ہم سری (کہ یہ بھی مراتبِ رفیعہ اور ان کے درجاتِ عالیہ میں ان کے ہمسرو برابر ہیں) مغضن بے دینی  
(الخاد و زندیقی ہے) جس نگاہِ اجلال و توقیر (تکریم و تعظیم) سے انہیں دیکھنا فرض (ہے اور دامگی فرض)  
حاشا کر اس کے سوچتے سے ایک حصہ (یہ) دوسرے کو دیکھیں آخر نہ دیکھا کر صدیق و مرتضی رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما جس سرکار ابد قرار (و ستر ہر کاڑ) کے غلام ہیں، اسی کو حکم ہوتا ہے ان کی راہ پر چل اور ان کی  
اقدام سے نہ نکل (تابہ دیگران چرسد

اے عقل بخدا ر! یہاں مجال دم زدن نہیں)

### عہیدۃ رابعۃ

ان (انبیاء و مسلمین علیہم الصلوٰۃ والسلام) کے بعد اعلیٰ طبقہ ملائکہ مقررین کا ہے شل ساداً تنا  
و موالیتا (مثلاً ہمارے سرداروں اور پیش روندوں کا میں سے حضرت) جبرایل (جن کے ذمہ پیغمبروں  
کی خدمت میں وحی الہی لانا ہے) و (حضرت ہمیکایل (جو یا نی برسانے والے اور مخلوقی خدا کو روزی پہنچانے  
پر مقرر ہیں) و (حضرت) اسرافیل (جو قیامت کو صور پختگیں گے) و (حضرت) عزرائیل (جنہیں  
قبضِ ارواح کی خدمت سپرد کی گئی ہے) و حملہ (یعنی حاملان) عرشِ جلیل، صلوٰۃ اللہ و سلام علیہم

اجمعین۔ ان کے علویشان و رفعت مکان (شوکت و علقت اور عالی مرتبت) کو بھی کوئی ولی نہیں پہنچا (خواہ کتنا ہی مقرب بارگاہ احمدیت ہو) اور ان کی جانب میں گستاخی کا بھی بعینہ وہی حکم (جو انسیماں و مسلمین کی رفتہ پناہ بارگاہوں میں گستاخی کا ہے کہ کفر قطعی ہے ان ملائکہ مقربین میں بالخصوص) جبڑیل علیہ السلام میں وجہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استاذ ہیں قال تعالیٰ علیہ شدید القوی (سکھایا ان کو یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سخت وقوں والے طاقتورنے، یعنی جبڑیل علیہ السلام نے جوقوت و اجلال خداوندی کے مظہر اتم، قوت جسمانی و عقل و نظر کے اعتبار سے کامل، وحی الہی کے بارے متحمل، چشم زدن میں سدرۃ المحتشم تک پہنچ جانے والے، جن کی دلنشستی اور فراست ایمانی کا یہ عالم کو تمام انبیاء کو امام علیہم الصلوات و السلام کی بارگاہوں میں وحی الہی لے کر تزویل اجلال فرتاتے اور پوری

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہنے فسیریا کر عہ قال الامام الفخر الرزی و قوله شدید القوی ، فيه فوائد الاولی اف  
الله تعالیٰ کے ارشاد "شدید القوی" میں کسی  
فائدے میں، پہلا فائدہ یہ ہے کہ مسلم کی مدح  
متعلم کی مدح ہوتی ہے، اگر اللہ تعالیٰ یوں فرماتا  
کہ اس کو جبڑیل نے سکھایا ہے اور وصف  
شدید القوی سے اس کو متصف نہ فرماتا تو اس  
سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فضیلت  
ظاہرہ حاصل نہ ہوتی۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ  
اس میں روپے ان لوگوں کا جنمیں نے کہا یہ  
پہلے لوگوں کے قصے ہیں جن کو اخنوں نے شام کی  
ٹوف سفر کے دوران میں لیا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے  
فرمایا کہ انہیں لوگوں میں سے کسی نے نہیں سکھایا ان کا  
معلم تو شدید القوی ہے اُن، اسی لئے امام احمد رضا  
علیہ الرحمہنے جو کہا ہے وہ حق ثابت ہے (ت)

عہ قال الامام الفخر الرزی و قوله شدید القوی ، فيه فوائد الاولی اف  
مدح المعلم مدح المتعلّم فلوقال علمه جبڑیل ولم يصفه ما كانت يحصل للنبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم به فضيلة ظاهرة،  
الثانية هي اف فيه ردًا عليهم حديث قالوا اساطير الاولين سمعها وقت سفره الى الشام فقال لم يعلم احد من الناس بل معلمه شدید القوي اخوه وللهذا قال الامام احمد رضا ما قال وهو حق ثابت - و اللہ اعلم.

العبد محمد خليل عف عنہ

دینداری سے اس امانت کو ادا کرتے رہے) پھر وہ کسی کے شاگرد کیا ہوں گے جسے ان کا استاذ بنائے اسے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استاذ الاستاذ مکہ رائیے یہ وہی ہیں جنہیں حق تبارک و تعالیٰ رسول کریمؐ مکین امین فرماتا ہے (کہ وہ عزت و اعلیٰ ماں کے عرش کے حضور بر طی عزت و اعلیٰ ہیں ملابر اعلیٰ کے مقید اور کتمان ملائکہ ان کے اطاعت گزار و فرمان بردار، وحی الہی کے امامت دار، کہ ان کی امانت میں کسی کو مجال حرمت زدن نہیں پیام رسائی وحی میں۔ امکان نہ سہو کا نہ کسی غلط فہمی و غلطی کا اور نہ کسی سهل پسندی اور غفلت کا منصب رسالت کے پوری طرح متحمل، اسرار و اوار کے ہر طرح محافظ۔ فرشتوں میں سب سے اوپر کا ان کا مرتبہ و مقام اور قرب قبول پر فائز المرام، وہ صاحب عزت و احترام کر) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سواد و سرے کے خادم نہیں (اور تمام مخلوقات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور ان کا مخدوم و مطاع نہیں۔ اور جنگ بدر میں فرشتوں کی ایک جمعیت کے ساتھ حضور کے لشکر کا ایک پہاڑی بن کر شامل ہونا مشور، زبان زد خاص و عام) اکابر صحابہ و اعظم اولیاء کو (کہ واسطہ نزول برکات ہیں) اگر ان کی خدمت (کی دولت) ملے دو جہاں کی فخر و سعادت جانیں پھر یہ کس کے خدمت گار باغا شیر بدار ہوں گے (اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قباد شاہ کون و مکان، مخدوم و مطاع ہر دو جہاں ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین و بارک و سلم)

## عقیدہ خامسہ<sup>۵</sup> اصحاب سید المرسلین و اہل بیت کرام

ان (ملائکہ مرسلین و سادات فرشتوں مقربین) کے بعد (یہی عزت و منزلت اور قرب قبول احادیث پر فائز) اصحاب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین ہیں، اور انہیں میں حضرت بتول، جگر پارہ رسول، خاتونِ جہاں، بانوے جہاں، سیدۃ النساء فاطمہ زہرا (شامل) اور اس دو جہاں کی آفازاوی کے دونوں شہزادے، عرش (عظام) کی آنکھ کے دونوں تارے، پرخ سیادت (آسمانِ کرامت) کے مرپارے، بارع تطہیر کے پیارے پھول، دونوں قرۃ العین رسول، امامین کرمین (ہادیانِ بارکامت و باصفا)، سعیدین شہیدین (نیک بخت و شہیدانِ جفا)، تقیین نقیین (پاک دامن، پاک باطن)، نیرین (قرن، آفتاب رُخ و ماہتاب رُو)، طاہرین (پاک سیرت، پاکیزہ رُخ)، ابو محمد (حضرت

امام حسن وابو عبد اللہ (حضرت امام) حسین۔ اور تمام مادران امت، بانوان رسالت (امہت المؤمنین، ازواج مطہرات) علی المصطفیٰ وعلیہم کام الصلوة والحمدۃ (ان صحابہ کرام کے زمروں میں) داخل کہ صحابی ہر دہ مسلمان ہے جو حالت اسلام میں اس چہرہ خدا نما (اور اس ذات حق رسا) کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اور اسلام ہی پر دنیا سے گیا (مرد ہو خواہ عورت، بالغ ہو خواہ نابالغ) ان (اعلیٰ درجات والامقامات) کی قدر و منزلت وہی طوب جانتا ہے جو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عترت و رفتہ سے آگاہ ہے۔ (اس کا سینہ انوارِ عرقان سے منور اور انھیں جمال حق سے مشرف ہیں۔ حق پر چلتا، حق پر جستا اور حق کے لئے متاثر ہے اور قبول حق اس کا وظیرہ ہے) آفتاب نیروز (وہ پھر کے چڑھتے سورج) سے روشن تر کم محب (صحا چاہنے والا) جب قدرت پاتا ہے اپنے محبوب کو صحبت کرے (بُرْسَهُمْ نَشِينُوا اور بِكَارِ رَفِيقُونْ) سے بچاتا ہے (اور مسلمانوں کا تجھ بکر جانتا مانتا ہے کہ) حق تعالیٰ قادر مطلق (اوہم ممکن اس کے تحت قدرت ہے) اور (یہ کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے محبوب و سید المحبوبین (تمام محبوبیت بارگاہ کے سردار و سر کے تاج) یا عقل سلیم (بِشَرِّطِكَ وَهُسْلِيمْ ہو) تجویز کرتی (جاڑ و گوارہ رحمتی) ہے کہ ایسا قادر (فعال تمایرید جو چاہے اور جیسا چاہے کرے) ایسے عظیم ذی وجہ است، جایا محبوبی و کائن عزت (کو جو ہو گیا، جو ہو گا، اور جو ہو رہا ہے انھیں کی رضی پر ہذا، انھیں کی رضی پر ہو گا اور انھیں کی رضی پر ہو رہا ہے، ایسے محبوب ایسے مقبول) کے لئے خیارِ علنی کو (کہ انبیاء و مسلمین کے بعد تمام خلائق پر فائی ہوں۔ حضور کا صحابی) جلیس و آیس (ہم نشین و نخواز) ویار و مددگار مقرر نہ فرمائے (نہیں ہرگز نہیں تو جبکہ مولیٰ قادر و قادر جل جلالہ نے انھیں، ان کی یادی و مددگاری، رفاقت و صحبت کے لئے منصب فرمایا تو اب) جو ان میں سے کسی پر طعن کرتا ہے جناب باری تعالیٰ کے کمال حکمت و تمام قدرت (پر الازم لفظ و نظمی کا لگتا ہے) یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غایت محبوبیت (کمال شان محبوبی) و نہایت منزلت (و انہا ہے عزت و وجہ است۔ اور ان مراتب رفیعہ اور مناصب جلیلہ) پر حرف رکھتا ہے (جو انھیں بارگاہ صمدیت میں حاصل ہیں تو یہ مولیٰ قدوس تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں یا اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب پاک میں گستاخانہ زبان درازی و دریدہ وہنی ہے اور کھلی بناوت) اسی لئے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں : اللہ اللہ فی اصحابی، لا تَخْذُوہمْ غَرَضاً مِنْ بَعْدِی فَمَنْ أَحْبَهُمْ فَيُحْبِبُهُمْ طَوْمَنْ أَبْغَضُهُمْ فَيُبَغْضُهُمْ طَوْمَنْ أَذْهَمْ فَقَدْ أَذْهَنْ دَمْنَ أَذْانِی فَقَدْ أَذْعَنْ اللَّهُ طَوْمَنْ أَذْعَنْ اللَّهُ فِی وُشْکَ اَنْ يَا خَذْنَهُ طَخَنَ سَدَنَ دُرُو، خدا سے دُر و میرے اصحاب کے حق میں انھیں نشانہ نہ بنالیں ایرے بعد جو انھیں دوست رکھتا ہے میری

موبت سے انھیں دوست رکھتا ہے، اور جوان کا دشمن ہے میری عداوت سے ان کا دشمن ہے، جس نے انھیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی، اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو گرفتار کر لے (یعنی زندہ عذاب و بلا میں ڈال دے) روایۃ الترمذی وغیرہ۔

اب اے غارجو، ناصبیو! (حضرت ختنیں واما میں جلیلین سے خصوصاً اپنے سینوں میں لبغض و  
کینہ رکھنے اور انہیں چنن و چنان کرنے والو!) کیا رسول اللہ ﷺ انتہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (مذکورہ بالا)  
اس ارشاد عام اور جناب پاری تعالیٰ نے آئی کوئی رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ سے (کہ اللہ تعالیٰ  
ان سے یعنی ان کی اطاعت و اخلاص سے راضی اور وہ اس سے یعنی اس کے کرم و عطا سے راضی)  
جناب ذو النورین (امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی) و حضرت اسد اللہ غالب (امیر المؤمنین علی بن ابی طالب)  
و حضرات سبطین کریمین (امام حسن و امام حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (کوئی نہ کو دیا اور اس لستہ  
کو تھارے کان میں پھونک دیا ہے) یا اے شیعو! اے راقصیو! ان احکام شاملہ سے (کسب  
صحابہ کو شامل ہیں اور جملہ صحابہ کرام ان میں داخل ہیں) خدا رسول (جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)  
نے (امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمين) جناب فاروق اکبر (وامیر المؤمنین کامل العیاہ والایمان) حضرت مجhz  
جیش العسرا (فی رضی الرحمن عثمان بن عفان) و جناب ام المؤمنین، محبوبہ سید العالمین (طیبہ، طاہرہ،  
عفیفہ) عاشہ صدیقہستِ صدیقی و حضرات طلحہ و زیر و معاویہ (کہ اول کے بارے میں ارشاد وارد کہ  
”اے طلحہ! یہ جہریل میں تجھے سلام کتھے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں قیامت کے ہو لوں میں تھاڑ  
ساتھ رہوں گا۔ اور ثانی کے باب میں ارشاد فرمایا: ”یہ جہریل میں تجھے سلام کتھے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ  
میں روز قیامت تھاڑے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ تھاڑے چہرہ ہے جہنم کی اڑتی چنگاریاں دور کر دوں گا۔“  
امام جلال الدین سیوطی جمیع الجوابین میں فرماتے ہیں سُنْدُدَةٌ صَحِيْحَةٌ اس حدیث کی سند صحیح ہے، اور  
لہ جامع الترمذی کتاب المناقب باب فی من سب اصحابی لنبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۳۸۸۸ دار الفکرہ ۵/۴/۳۶۲

١٣/٢٣٦٢٣٦	مؤسسة الرسالة - بيروت	٣٦٨٣٦	الحديث	٩/١٠٠	لله القرآن الكريم
١٢/٦٨٢	" " "	٣٣٢٩٣	"	٣	لله كنز العمال
١٢/٢٣٦	" " "	٣٦٤٣٦	"	٣	لله كنز العمال

حضرت امیر معاویہ تو اول ملک اسلام اور سلطنتِ محمدیہ کے پہلے بادشاہ ہیں اسی کی طرف توراۃ مقدس میں اشارہ ہے کہ :

مولودہ بمکہ و مهاجر طيبة و ملکہ بالشام۔

وَنَبِيُّ أَخْرَى زَمَانٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَبَّرَ مِنْهُ مِنْ كُلِّ إِيمَانٍ كَوْهُ بَحْرَتْ فَمَا يَأْتِيَ كُلُّ أُورَاسٍ  
کی سلطنت شام میں ہوگی۔

(تو امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے، مگر کس کی؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی) وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم الی یوم الدین کو خارج کر دیا اور تمہارے کام میں (اللہ کے رسول نے چُپ چاپ کر دیا کہ "اصحابی" سے ہماری مراد اور آیت میں ضمیر "ھم" کے مصادق ان لوگوں کے سوا (اور دوسرے صحابہ) میں ہوتے تھے اسے خارج (اور اسے روافض) دشمن ہو گئے۔ اور عیاذ ا باللہ (انھیں) لعن طعن سے یاد کرنے لگے (اور شرمی بخت سے) نبی جاننا کہ یہ دشمن درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمن ہے۔ اور ان کی ایذا۔ حق تبارک و تعالیٰ کی ایذا۔ (اور جہنم کا دامنی عذاب جس کی سزا) مگر اے اللہ! تیری برکت والی رحمت اور ہمیشہ کی والی عنایت اس پاک فرقہ اہل سنت و جماعت پر، جس نے تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سب ہم نشینوں اور گلستانِ صحت کے گل چینوں کو (ہمیشہ ہمیشہ کسی استثناء کے بغیر) نکاؤ تعلیم و اجلال (اور نظرِ تکمیل و توقیر) سے دیکھنا اپنا شعار و دثار (اپنی علامت و نشان) کر لیا اور سب کو چرخِ ہدایت کے سارے اور فلکِ عزت کے سیارے جانتا، عقیدہ کر لیا کہ ہر ہر فرد لشران کا (باز و نیکوکار) سرورِ عدول و اخیار و القیام و ابرار کا سردار (اور امت کے قامِ عدل اگتر، عدل پرور، نیکوکار، پرہیزگار اور صاحبِ بندوں کے سرکاتاج ہے) تائیعن سے لے کر تابیامت امت کا کوئی دلی کیسے ہی پایہ عظیم کو پہنچے، صاحبِ سلسہ ہو خواہ غیر ان کا، ہرگز ہرگز ان میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے رتبہ کو نہیں پہنچتا، اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد صادق کے مطابق اور وہی کا کوہ احمد کے برابر سونا ان کے نیم صاع (تقریباً دو کلو) جو کے برابر نہیں۔ جو قریب خدا انھیں حاصل

لے صحیح البخاری مناقب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضل ابن بکر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۵

صحیح سلم کتاب الفضائل باب تحریم سب الصحابة ۲/۳۱۰

سنن ابن ماجہ فضل اہل بدرا ایک ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۵

سنن ابن داود کتاب السنۃ باب فی النبی عن سب صحابہ رسول اللہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۸۳

دوسرے کو میسر نہیں۔ اور جو درجات عالیہ پر اپنی کے غیر کو ہاتھ زد آئیں گے (اہلست کے خواص تو خواص، عام تک) ان سب کو بالا جمال (کہ کوئی فداں کا شمول سے نہ رہ جائے ازاول تا آخر) پر لے درجے کا بر و تقدی (نیکوکار و مستقی) جانتے اور تفاصیل احوال (کہ کس نے کس کے ساتھ کیا کیا اور کیوں کیا۔ اس) پر نظر عرام مانتے (ہیں) جو فعل (ان حضرات صاحب اکرام میں سے) کسی کا اگر ایسا منقول بھی ہو اُج نظر قاصر (ونگاہ کوتاہ ہیں) میں ان کی شان سے قدرے گرا ہوا ٹھہرے (اور کسی کوتاہ نظر کو اس میں حرث زندگی کی گنجائش ملے) اسے محمل حسن پر آتا رہے ہیں۔ (اور اسے ان کے خلوص قلب و حسن نیت پر محول کرتے ہیں) اور اللہ کا سچت قول «رضی اللہ عنہم» میں کہ آئینہ دل میں زندگی تفتیش کو جلد نہیں دیتے (اور تحقیق احوال واقعی کے نام کامل کچلی، دل کے آئینے پر چڑھنے نہیں دیتے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم فرمائے،  
اذا ذکرا صحابی فامسکوا۔

جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو باز رہو۔

(مُؤْمِنْ حَقِيقَةٍ اُوْ بَدْمَانِي كُوْ قَرِيبٌ ذَبَحَكَنَّ دُوْ تَحْقِيقَتِنَّ حَالٍ وَتَفْتِيشَ مَالٍ مِنْ زَرْدُوْ) ناچار اپنے آقا کا فرمان عالی شان۔ اور یہ سخت وعیدیں، ہونا کہ تهدیدیں (ڈراوے اور دھمکیاں) سُکن کر زبان بند کر لی اور دل کو سب کی طرف سے صاف کر لیا۔ (اور بلا چون وجہا) جان لیا کہ ان کے رتبے ہماری عقل سے درا رہیں پھر ہم ان کے معاملات میں کیا دخل دیں ان میں جو مشاہرات (صور تزانیات و اختلافات) واقع ہوئے ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون ہے۔

گدائے خاک نشینی تو حافظ مخدوش

رموزِ مملکت خلیش، خروان و انسان

(تو خاک نشین گدا گہے اے حافظ اشور مت کر کر اپنی سلطنت کے بھیہ پادشاہ  
جانستے ہیں)

(ظُلُّ تیر ائمہ ہے کہ تو بولے یہ سرکاروں کی باتیں ہیں)

حاشا کہ ایک کی طرف داری میں دوسرے کو بُرا کرنے لگیں، یا ان نزاعوں میں ایک فشیق کو

لِهِ الْقَرْآنِ الْكَرِيمِ ۹/۱۰۰

لِهِ الْمُجْمَعِ الْكَبِيرِ حدیث ۱۳۲

المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت

۹۶/۲

حدیث

لِهِ دِیوانِ حافظ راویف شیخ مسجده

سب زندگ کتاب گھر دہلی

ص ۲۵۸

دینا طلب تھہرا میں بلکہ بالیقین جانتے ہیں کہ وہ سب مصالح دین کے خواستگار تھے (اسلام مسلمین کی سربراہی ان کا نصب العین تھی پھر وہ مجتبی تھے، تو) جس کے اجتہاد میں جو ہات دین الہی و شرع رسالت پسنا ہی جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اصلح والسب (زیادہ مصلحت آمینہ اور احوال مسلمین سے مناسب تر) معلوم ہوتی اختیارات کی، گو اجتہاد میں خطا ہوتی اور ٹیک بات ذہن میں نہ آتی۔ لیکن وہ سب حق پر ہیں (اور سب واجب الاحترام) ان کا حال بعضیہ ایسا ہے جیسا فروعِ مذہب میں (خود علمائے اہلسنت بلکہ ان کے معتبرین مثلاً امام اعظم) ابوحنین و امام شافعی (وغیرہما) کے اختلافات نہ ہرگز ان مذاہن کے سبب، ایک دوسرے کو گراہ فاست جانانا ان کا دشمن ہو جانا (جس کی تائید مولیٰ علی کے اس قول سے ہوتی ہے کہ :

اخواننا بغو اعلیينا۔

یہ سب ہمارے بھائی ہیں کہ ہمارے خلاف اُنھوں نے ہوتے ہوئے۔  
مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہئے کہ سب خضرات آفایے دو عالم سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جان نثار اور سچے علام ہیں، خدا رسول کی بارگاہوں میں معظم و معزز اور آسمانِ ہدایت کے روشن ستارے یہیں اصحابِ کالنجوم۔

پا بحکمِ ارشاداتِ خدا رسول عزَّ مُجْدَه، وصَّلَّى اللہُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے (اس پاک فرقہ اہل سنت و جماعت نے اپنا عقیدہ اور) اتنا یقین کر لیا کہ سب (صحابہ کرام) ایچے اور عدل و تُقہ، تھی، نقی اپار (خاصانِ پروردگار) ہیں۔ اور ان (مشابرات و نزاعات کی) تفاصیل پر نظر گراہ کرنے والی ہے اُنظیر اس کی عصمتِ اپنیا علیمِ الصلة والثنا ہے کہ اہل حق (اہلِ اسلام، اہلسنت و جماعت) شاہراہ عقیدت پر حل کر (منزل) مقصود کو پہنچے۔ اور ارباب (خواست و اہل) باطل تفصیلوں میں خوض (و ناقص غور) کر کے منفاک (ضلالت اور) بد و نیکی (کی گراہیوں) میں جا پڑے کہیں دیکھا و عرضی اُدم سبھے غویں (کہ اس میں عصیاں اور بظاہر تعمیل حکم ربیانی سے روگودانی کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی جانب کی گئی ہے)

۱- السنن الکبریٰ کتاب قتال اصل البغی ۸/۱۴۳

۲- کشف المخارق حرف المزه مع العداد حدیث ۳۸۱ دار المکتبۃ العلییۃ بیروت ۱/۱۱۸

۳- القرآن الکریم ۲۰/۱۲۱

کہیں سُنَا لِيغَرِّ لَكَ اللَّهُ مَا يَقْدِمُ مِنْ ذَبَّحَ وَمَا تَأْخُرَ (جس سے ذنب یعنی گناہ و غفران ذنب یعنی بخشش گناہ کی نسبت کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جناب والا کی جانب گمان ہوتا ہے)

کبھی موسیٰ (علیہ السلام) و قبطی (قوم فرعون) کا قصہ یاد آیا (کہ آپ نے قبطی کو آمادہ خلم پا کر ایک گھوں سامار اور وہ قبطی قلع گوریں پہنچا)

کبھی (حضرت) داؤد (علیہ الصلوٰۃ اور ان کے ایک اُمّتی) اور تیاہ کا فسانہ سن پایا (حالانکہ یہ الام تھا یہود کا حضرت داؤد علیہ السلام پر جسے انہوں نے خوب اچھا لاء اور زبان زد عوام ان سس ہو گیا۔ حتیٰ کہ پربناۓ شہرت، بلا تحقیق و تفییش احوال بعض مفسرین نے اس واقعہ کو من و عن بیان فرمادیا، جبکہ امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ میری تحقیق میں سراسر باطل و لغو ہے۔

غرض بے عقل بے بینوں اور بے دین بدنکوں نے یہ افسانہ سن پایا تو

لگے چون وچرا کرنے مسلم و گردان نہادوں کے زینہ سے اُترنے پھر ناراضی خدا و رسول کے سوا اور بھی کچھ بچل پایا؟ اور (اللہ) خضم کا لذی خاضوا (او رقم یہودگی میں پڑے جیسے وہ پڑے تھے اور ابتداء باطل میں ان کی راہ اختیار کی) نے وکن حقت کلمة العذاب علی الکُفَّارِ (مگر عذاب کا قول کافروں پر ٹیک کرنا) کا دو دکھایا الات۔ یشاء ربِی انت سبک فعال لعا برید۔

(مسلمان ہمیشہ یہ بات ذہن نہیں رکھیں کہ حضرات اپنی آئندگانی کرام علیم الصلوٰۃ و السلام کبرہ گناہوں سے مطلقاً اور گناہ صغیرہ کے عدالت کتاب اور ہزار یہے امر سے جو خلق کے لئے باعث نفت ہو اور مندوqi خدا ان کے باعث ان سے دُور بھاگے تیرا یہے افعال سے جو دجا ہست و مردوت اور معززین کی شان و مرتبہ کے خلاف ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت بالاجماع معصوم ہیں)

لِهِ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۖ ۲	۱۵ / ۲۸	لِهِ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۖ ۲	۱۵ / ۲۸
۳۰۰ مفاتیح الغیب (التفسیر البھیر)	تحت الارض ۲۳ / ۳۸	دار المکتب العلیہ بیروت	۱۴۵ / ۲۶
لِهِ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۖ ۹	۶۹ / ۹	لِهِ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۖ ۹	۶۹ / ۹
۵	"	۵	"
۷	۳۹ / ۱	۷	۳۹ / ۱
۸	۶ / ۶۰	۸	۶ / ۶۰
۹	۱۱ / ۱۰۶	۹	۱۱ / ۱۰۶

اللَّهُمَّ اثْبِتْ عَلَى الْمَهْدِيِّ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيُّ الْأَعْلَى۔

(اے اللہ! ہم تجویں سے ہدایت پر ثابت قدی مانگتے ہیں بے شک تو ہی بلند و برتر ہے)  
صحابہ کرام کے باب میں یا درکھنا چاہئے کہ

(وہ حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیاء نے تھے، فرشتے نہ تھے کہ معصوم ہوں۔ ان میں سے بعض حضرات سے لفڑیں صادر ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول کے احکام کے خلاف ہے۔

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ نے سورہ حمد میں صحابہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں،

- ۱ - من افْقَتَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قُتِلَ
- ۲ - الَّذِينَ انْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتَلُوا لِلَّهِ

یعنی ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بایکاں ہوئے راہ خدا میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا جب کہ ان کی تعداد بھی بہت قلیل تھی، اور وہ ہر طرح ضعیف و درمانہ بھی تھے، انہوں نے اپنے اور جیسے جیسے شدید جما ہے گوارا کر کے اور اپنی جانوں کو خطروں میں ڈال ڈال کر، بے دریغ اپنا سرایہ اسلام کی خدمت کی تذریز کر دیا۔  
یہ حضرات قہاجریں والنصاری میں سے سالقین اولین ہیں، ان کے مراتب کا کیا پوچھنا۔

دوسرے وہ کہ بعد فتح مکہ ایماں لائے، راہ مولہ میں حشرخ کیا اور جہاد میں حصہ لیا۔ ان اہل ایماں نے اس اخلاص کا ثبوت جہاد مالی و قتالی سے دیا، جب اسلامی سلطنت کی جزا مضبوط ہو چکی تھی اور مسلمان کثرت تعداد اور جاہ و مال ہر لمحہ سے بڑھ کر تھے، اجران کا بھی عظیم ہے لیکن ظاہر ہے کہ ان سابقوں و دونوں والوں کے درجہ کا نہیں۔

اسی نے قرآن عظیم نے ان پہلوں کو ان چھپلوں پر تفضیل دی۔

اور پھر فرمایا،

كُلًاً وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنَى ۝

ان سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔

کہ اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے اجر طے گا سب ہی کو، مسرووم کوئی نہ رہے گا۔  
اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کے حق میں فرماتا ہے،

## اولیٰک عنہا مبعوث یہ

وہ چشم سے دُور کئے گئے ہیں۔

لایسنسیوں حسیسہا۔

وہ جسم کی پہنچ تک نہ مٹیں گے۔

وهم في ما اشتهرت انفسهم خلدون -

وہ ہم سے اسی من مانستی جی بھاگی مرادوں میں رہیں گے۔

قامت کوہ سے طری گھر ایسٹ ائم انگلینڈ کرے گی۔

تلقفه الملائكة -

فشنے ان کا استقبال کرس گے۔

**هذا به حكمك الذع كنتم توعدون هـ.**

وہ کہتے ہوئے کہہ رے تمہارا دُوہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسول، اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو یہ ہے، وسے بڑی ہے۔

حکم رطعن کے ائمہ واحد قیار کو جھیٹتا ہے۔

او ان کے بعض معاملات جن میں اکٹھ حکایات اور

اور ان سے جن مدد بھی اسرازیں اپنیں کرے۔

۶۸م میں۔ عقیداً نہ اے آست حدید میں اس کامنہ سمجھی بینہ کر دیا کہ دونوں فرقے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ

سر صحابہ کا واع وہ کچھ کہ ساتھی ہے ارشاد فرمادیا:

وَاللَّهُ سَمِيعٌ لِّمَا تَعْلَمُونَ

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ يَعْلَمُ  
او، اللہ کو خُبُّ خمے کو عمر کرو گے۔

ماں ہر اس نے تمہارے اعمال جان کر حکم فرمادیا کہ وہ تم سب سے جنت سے عذاب و کرامت۔

١٠٣/٢١	سُلْطَانٌ	سُلْطَانٌ
١٠٢/٢١	سُلْطَانٌ	سُلْطَانٌ
١٠١/٢١	سُلْطَانٌ	سُلْطَانٌ

ثواب بے حساب کا وعدہ فرمائچا ہے۔

تواب دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن کرے، کیا طعن کرنے والا، اللہ تعالیٰ سے جسد اپنی مستقل حکومت قائم کرنا چاہتا ہے، اس کے بعد جو کوئی کچھ بکے وہ اپنا سر کھائے اور خود جہنم میں جائے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی، نسیم الریاض شرح شفایہ قاضی عیاض میں فرماتے ہیں،

"بُو حَرْضَتْ مَعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بِطَعْنٍ كَرَرَهُ وَهُوَ جَهَنَّمُ كَمْ كُوْتُونْ مِنْ سَعَيْتَ لَهُ تَأْتِيَهُ"

(احکام شرعیت وغیرہ)

### تبییہ ضروری

اہل ست کا یہ عقیدہ کہ وکلف عن ذکر الصحابة الابخیرؐ یعنی صحابہ کرام کا جب بھی ذکر ہو تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے۔ انھیں صحابہ کرام کے حق میں جو ایمان و سنت و اسلام حقیقت پر تادم مرگ شاہست قدم ہے اور صحابہ کرام جموروں کے خلاف، اسلامی تعلیمات کے مقابل، اپنی خواہشات کے ابتداء میں کوئی نبی راہ نہ نکالی اور وہ بد نصیب کر اس سعادت سے محروم ہو کر اپنی دکان اٹک جا بیٹھے اور اہل حق کے مقابل، قاتل پر آمادہ ہو گئے۔ وہ ہرگز اس کا مصدقہ نہیں اس نے علماء کرام فرماتے ہیں کہ جنگ جبل و صفين میں جو مسلمان ایک دوسرے کے مقابل آتے ان کا حکم خطاۓ اجتہادی کا ہے۔ لیکن اہل نہروان جو مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ الحکیم کی تکفیر کر کے بغاوت پر آمادہ ہوئے وہ یقیناً فساق، فجور، طاغی و بااغنی تھے اور ایک نئے فرقہ کے سامنی وسعتی جو خوارج کے نام سے موسم ہوا اور امت میں نئے فتنے اپنے تک اسی کے دم سے پھیل رہے ہیں۔ (سراج العارف وغیرہ)

### عقیدۃ سادسہ

### عشرہ مشرہ و خلفائے اربعہ

اب ان سب میں افضل و اعلیٰ و اکمل حضرات عشرہ مشرہ ہیں۔ وہ دشیں صحابی جن کے قطبی جنتی ہونے کی بشارت و خوشخبری رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں سنادی تھی وہ عشرہ مشرہ کہلاتے ہیں۔ یعنی حضرات خلفائے اربعہ راشیہن، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زیر بن العوام،

حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت شعيب بن أبي وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح۔  
سے دہ یار بہشتی اند قطعی بیکر و غیر، عثمان و علی  
**شعیب و عبیدہ طلوش و زبیر عبد الرحمن**

اور ان میں خلفاء اربعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ان چار ارکان قصر ملت (ملت اسلامیہ کے  
عالیٰ شان محل کے چارستونوں) و چار انہار باعث شریعت (اور گلستان شریعت کی ان چار نہروں) کے خصائص  
وفضائل کچھ ایسے رہگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تہا نظر کجھے سی معلوم (ومبا در و مفہوم)  
ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں ان سے پڑھ کر کون ہو گا۔

**بہار گلے کہ ازیں چار باعث می گنگم بہار دامن دل می کشد کر جا اینجاست**  
(ان چار باغوں میں سے جس پھول کو میں دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کو چھپتی ہے  
کر اصل بیگد تو یہی ہے)

علی الحصوص شمع شہستان ولایت، بہار چنستان معرفت، امام الواصلین، سید العارفین (والصلان حق کے  
امام، اہل معرفت کے پیش رو) شاہم خلافت نبوت، فاقع سلاسل طالیقت، مولیٰ مسلمین، امیر المؤمنین،  
ابوالاشرط الطاھرین (پاک طینت، پاکرخ خصلت، اماموں کے جدا امجد طاہر، قاسم کوثر، اسد اللہ الغالب،  
منظرا العجائب والغرائب، مطلوب کل طالب، سیدنا و مولانا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ فی جهہ  
الکریم و حشرنا فی مرتبہ فی یوم عقیم کہ اس جانب گردوں قیاب (جن کے قبر کی کلس آسمان برابر ہے  
ان) کے مناقب حلیله (اد صاف حمیدہ) و محمد بن حمیلہ (خصال حسنہ) جس کثرت و شہرت کے ساتھ (کثیر و  
مشہور، زبان زد عام و خواص) ہیں دوسرے کے نہیں۔

(پھر) حضرات شیخین، صاحبین صہرین (کہ ان کی صاحبزادیاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے  
شرف زوجیت سے مشرف ہوئیں اور اہمیات المؤمنین، مسلمانوں ایمان والوں کی مائیں کہ مسلمانیں)  
وزیرین (جیسا کہ حدیث شریف میں وارد کی مریسے دو وزیر آسمان میں جبراہیل و میکاہیل اور دو وزیر زمین پر ہیں  
ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) امیرین (کہ ہر دو امیر المؤمنین ہیں) مشیرین (دو نوں حضور اقدس صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس شوریٰ کے رکن اعظم) صحیحین (ہم خواجہ اور دو نوں اپنے آقا و مولیٰ کے پہلو بیلو  
آج بھی مصروف استراحت) رفیقین (ایک دوسرے کے یار و غلگار) سیدنا و مولانا عبدالقدس العینی

ابو بکر صدیق و حباب حق ماب ابوجعفر عصر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان والا سب کی شانوں سے چہا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدا اور رسول خدا جل جلالہ دھلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے بعد انبیاء مسلمین و ملائکہ مقربین کے چوتھے ان کا خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں اور رب تبارک و تعالیٰ سے بقرب و نزدیک اور بارگاہ عرش اشیاہ رسالت میں چورعت و مریمہ اُن کا حصہ ہے اور وہ کانصیبا نہیں اور منازل جنت وہاہب بے منت میں انھیں کے درجات سب پر عالی فضائل و فوائل (فضیلتوں اور خصوصی بخششوں) و حنات طیبات (شیکوں اور پاکیزگیوں) میں انھیں کو تقدم و پیشی (یہی سب پر مقدم، یہی پیش پیش) ہمارے علماء و ائمہ نے اس (باب) میں مستقل تصنیفیں فرمائیں سعادت کو نہیں و شرافت دارین حاصل کی (ان کے خصال تحریر میں لائے، ان کے محسن کا ذکر فرمایا، ان کے اولیات و خصوصیات لگائے) دردغیر متناہی (جو ہماری فہم و فراست کی رسانی سے ماوراء ہو۔ اس) کا شمار کس کے اختیار واللہ العظیم اگر ہزاروں دفتر ان کے شرح فضائل (اور بسط فوائل) میں لکھے جائیں کیے از ہزار تکسری میں نہ ایں سے

**وعلٰى تفت واصفیہ بحسنہ یعنی النہمان وفیہ ما لم یوصف**

(اور اس کے حسن کی تعریف کرنے والوں کی عمدہ بیانی کی بنیاد پر زمانہ غنی ہو گیا اور اس

میں ایسی خوبیاں ہیں جنہیں بیان نہیں کیا جاسکتا)

مکونکرت فضائل و شریت فوائل (کثیر درکثیر فضیلتوں کا وجود اور پاکیزہ و برتر عز و قدر محتوں کا مشہور ہونا) چڑھنے دیگر (اور بات ہے) اور فضیلت و کرامت (سب سے افضل اور بارگاہ عزت میں سب سے زیادہ قریب ہونا) امرے آخر (ایک اور بات ہے اس سے جدا و منازل فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھے جسے چاہے عطا فرماۓ قل ان الفضل پیغمبر اللہ یؤتیہ من یشاء

اس کی کتاب کریم اور اس کا رسول عظیم علیہ وعلیٰ آرال الصلوٰۃ والسلیم علی الاعلان گواہی دے رہے ہے

میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد مولی علی کرم اللہ و جہد الحکیم سے روایت کرتے ہیں

عہ مطبوع در رسالت میں "وزاب بے منت" مطبوع ہے اور حاشیہ پر تحریر کر اصل میں ایسا ہے، فیقر نے اسے موہبہ لکھا جبکہ "منازل" کا ہم قافیہ ہے "مناہل" یعنی چشمے، اور انسب یہی ہے ۱۲ محمد خلیل

کوہ فراتے ہیں :

کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل ابو بکر و عمر فحال یا علی هذان سید اکابر اهل الجنة و شبابہا بعد النبیین والمرسلین۔  
(رواہ الترمذی و ابن ماجہ و عبد اللہ بن الدارم احمد)

میں خدمت اقدس حضور افضل الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھا کہ ابو بکر و عمر سامنے آئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے از شاد فرمایا کہ علی یہ دونوں سردار ہیں اہل جنت کے سب بوڑھوں اور جوانوں کے، بعد انہیں مرسلین کے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی، حضور کا ارشاد ہے:

ابو بکر و عمر خیر الاولین والاخوین و خيراً هل آسموت و خير اهل الاسطين الالنبيين والمرسلين لیه

(رسواۃ الحاکم فی الکتب وابت عدی وخطیب)

ابو بکر و عمر بہتر ہیں سب اگلوں پھلوں کے، اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے، اور بہتر ہیں سب زمین والوں سے، سوا انسیاء و مرسلین علیم القبلة والسلام کے۔  
خود حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ نے بار بار اپنی کرسی مملکت و سلطنت (و بدبر) خلافت میں افضلیت مطلقة یخین کی تصریح فرمائی (اور صفات صاف و اشکاف الفاظ میں بیان فرمایا کہ یہ دونوں حضرات علی الاطلاق بلا قید و ہبہت و حیثیت تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں) اور یہ ارشاد ان سے بتاؤ ارتباۃت ہوا کہ اتنی سے زیادہ صحابہ و تابعین نے اسے روایت کیا۔ اور فی الواقع اس مسئلہ (افضلیت شیعہ کریمین) کو جیسا حق مآب مرتضوی نے صفات صاف و اشکاف پر کرات و مرأت (بار بار موقع پر موقع اپنی) جلوات و غلوات (عمومی محظوظوں، شخصی شستوں) و مشاہد عامہ و مساجد جامنہ (عامہ انہا سر کی

لے مسنداً حبیب بن حبیل عن علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۸۰

جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب ابی بکر الصدیق حدیث ۳۶۸۵ دار الفکر بیروت ۵/۳۴۹  
سنن ابن ماجہ فضل ابی بکر الصدیق ایک ایم سیمی کمپنی کراچی ص ۱۰  
۲۷ کنز المعامل بحوالہ الحاکم فی الکتب حدیث ۳۶۳۵ مؤسسه الرسالہ بیروت ۱/۵۶۰  
الصواب عن المحرقة بحوالہ الحاکم وابن عدی و الخطیب ابواب اثر الفصل الثالث

دار المکتب الخلیلیہ بیروت ص ۱۱۹

مجلسوں اور جامع مسجدوں) میں ارشاد فرمایا، دوسروں سے واقع نہیں ہوا (ازان جملہ ارشاد گرامی کی) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت محمد بن حفییہ صاحبزادہ جناب امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی؛ قال قلت لباقر انت خیرٌ بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سلوٰه قال ابو بکر قال  
قلت شم من ؟ قال عمرٌ یعنی میں نے اپنے والد امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں ؟ ارشاد فرمایا : ابو بکر - میں نے عرض کیا پھر کون ؟ فرمایا : عمر۔

ابو عرب بن عبد اللہ، حکم بن جبل سے اور دارقطنی اپنی سنن میں راوی، جناب امیر المؤمنین علی حکم اللہ وجہہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

لا اجد احداً افضلني على ابي بكر و عمر الا جداته حد المفترى جسے میں پاؤں گا کہ شیخین (حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے مجھے افضل بتاتا (اور مجھے ان میں سے کسی پر فضیلت دیتا) ہے اسے مفتری (افڑا، وہستان لگانے والے) کی حد ماروں گا کہ اتنی کوڑے ہیں۔

ابوالقاسم طلحی کتاب السنۃ میں جناب علقمہ سے راوی :

بلغ عليه انانتو اقواماً يفضلونه على ابي بكر و عمر فصعد المنبر فحمد الله و اشنى عليه شعر  
قال ايها الناس ! انه بلغنى انت اقواماً يفضلونه على ابي بكر و عمر ولو كنت تقدمت  
فيه لعاقتبت فيه فمن سمعته بعد هذا اليوم يقول هذا فهو مفترى ، عليه حد المفترى  
ثم قال ان خير هذه الامة بعد نبیها صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ابو بکر ثم عمر  
ثُمَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِالْخَيْرِ بَعْدَهُ قَالَ وَقَدْ نَبَيَّنَاهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَقَالَ وَاللَّهُ لَوْسَطَى الْأَلَاثَ  
لسُّمُّى عَشَنَى - یعنی جناب مولیٰ علی کو خبر سنبھی کہ لوگ انھیں حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تفضیل دیتے  
(اور حضرت مولیٰ کو ان سے افضل بتاتے) ہیں، اس منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و شناکی ،  
پھر فرمایا : اے لوگو ! مجھے خبر سنبھی کہ کچھ لوگ مجھے ابو بکر و عمر سے افضل بتاتے ہیں اور اگر میں نے پہلے سے

له صحیح البخاری مناقب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب فضل ابی بکر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب غازی لارچی ۱/۱۸  
۲/ الصواعق المحرقة بحوالہ الدارقطنی الباب الثالث دار المکتب العلییہ بیروت ص ۹۱  
سلہ ازالۃ الخوار عن خلافۃ الخلفاء بحوالہ الابی القاسم منہ علی بن ابی طالب سہیل اکیدیہ لارہو ۱/۶۸

سنا ہوتا تو اس میں سزا دیتا یعنی پہلی بار تھیم (وتنبیہ) پر قناعت فرماتا ہوں لپس اس دن کے بعد جسے ایسا کہتے سُخنوں گا تودہ منظری (ہمتان باندھنے والا) ہے اس پر منظری کی حملہ لازم ہے۔ پھر فرمایا بیشک بہتر اس امت کے بعد ان تبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابو بکر ہیں، پھر عمر۔ پھر خدا خوب جانتا ہے ہمت کو ان کے بعد۔ اور مجلس میں امام حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی جلوہ فرماتھے انہوں نے ارشاد کیا خدا کی قسم! اگر تمیرے کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے۔

**بالمجمله احادیث مرفوعہ و اقوال حضرت مرضوی و ابیت نبوت اس بارے میں لا تعداد ولا تحصی**  
 (بے شمار ولا انتہا) ہیں کہ بعض کی تفسیر فقرتے اپنے رسائل تفضیل میں کی۔ اب اہل سنت (کے علمائے ذوق الاحقر) نے ان احادیث و آثار میں جونگاہ غور کو کام فرمایا تو تفضیل شیخین کی صد باتفاقیں (سیکڑوں صراحتیں) علی الاطلاق پائیں کہیں جبکہ وحیت کی قید نہ کی گئی کہ صرف فلاں حیثیت سے افضل ہیں اور دوسرویں حیثیت سے دوسروں کو افضیلت (حاصل ہے) لہذا انہوں نے عقیدہ کر لیا کہ فضائل خاصہ و خصالص فاضل (محضی فضیلیں) اور فضیلت میں خصوصیتیں) حضرت مولیٰ (علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) اور ان کے غیر کو بھی ایسے حاصل (اور بعطا ہے الہی وہ ان خصوصیات کے تنہا حامل) جو حضرات شیخین (کریمین جلیلین) نے زپائے جیسے کہ اس کا عکس بھی صادق ہے (کامیرین وزیرین کو وہ خصالص غالیہ اور فضائل عالیہ بارگاہ الہی سے مرحمت ہوئے کہ ان کے غیر نے اس سے کوئی حصہ نہ پایا) مگر فضل مطلق کی (کسی جمیت وحیثیت کا الحاذکہ کے بغیر فضیلت مطلقة کلیہ) جو کثرت ثواب و زیادت قرب دربت الارہاب سے عبارت ہے وہ انہیں کو عطا ہوا (اور وہ کے نصیب میٹی آیا)

(یعنی اللہ عزوجل کے یہاں زیادہ عزت و منزلت جسے کثرت ثواب سے بھی تعیر کرتے ہیں وہ صرف حضرات شیخین نے پائی۔ اس سے مراد اجر و انعام کی کثرت و زیادت نہیں کہ بارہا مفضول کے لئے ہوتی ہے۔

حدیث میں ہمراہیان سیدنا امام محمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت آیا کہ ان میں سے ہر ایک کے لئے پچاس کا اجر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا ان میں کے پچاس کا یا ہم میں کے؟ فرمایا، بلکہ تم میں کے۔ تو اجر

لے الحضرت قدس سرہ العزیز نے مسئلہ تفضیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر نوٹے ہوئے جو کے قریب ایکتا مبینی ہے  
 "مُنْتَهِي التَّفْضِيلِ لِجَهَّـتِ تَعْلِيَـةِ الْمَرْءِ، فَمَنْ مُطْلَعُ الْقَرْبَـيْـنِ فِي ابْـاَتِهِ سَبَقَهُ الْمَرْءُ" میں اس کی تجویض کی۔ غالباً اس ارشاد گرامی میں اشارہ اسی کی طرف ہے، واللہ تعالیٰ اعلم      محمد خلیل القادری عقیقی عنہ

ان کا زائد ہوا۔ انعام و معاوضہ محنت انجین زیادہ ملائم افضلیت میں وہ صحابہ کے ہمسر جی نہیں ہو سکتے، زیادت درکنار، کہاں امام محمدی کی رفاقت اور کہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحابیت! اس کی نظر بلاتشبیہ بول سمجھے کہ سلطان نے کسی مضم پر وزیر اور بعض دیگر افسروں کو بھیجا، اس کی فتح پر ہر افسر کو لاکھ روپے انعام میئے اور وزیر کو خالی پرواہ خوشندی مزاج دیا، تو انعام انجین افسروں کو زیادہ ملا اور اجر و معاوضہ انھوں نے بیادہ پایا مگر کہاں وہ اور کہاں وزیر عظم کا اعزاز۔ (بہار شریعت)

اور (یہ اہل سنت و جماعت کا وہ عقیدہ ثابت تھکرے ہے کہ) اس عقیدہ کا خلاف اول تو کسی حدیث صحیح میں ہے، ہی نہیں، اور اگر بالفرض کہیں پوئے خلاف پائے بھی تو تجھے لے کر یہ ہماری فہم کا قصور ہے (اور ہماری کوتاه فہمی) درز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خود حضرت مولیٰ (علی) وابطیت کرام (صحابہ البیت اوری بنا فیر کے مصداق، اسرار خانہ سے مقابلۃ واقعۃ تر) یکوں بلا تقيید (کسی جست دینیت کی قید کے بغیر) اتحیں افضل و خیر امت و سردار اولین و آخرین بتاتے کیا آئیں کوئی فضل تعالواندعاً ابنا ء نا و ابناء کھر و نساء نا و نساء کھر و انفسنا و انفسکم شد نبتهل فنجعل لعنت اللہ علی الکذ بینے (تو ان سے فرمادو کہ آؤ ہم بیامیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مبارہلہ کریں تو تجوہ ٹوں پر اللہ کی لعنت دالیں) وحدیث صحیح من کنت مولا فعلت مولا (جس کامیں مولا ہوں تو علی ہی اس کا مولا ہے) اور بخشدید الضعف وقوی الجرح (شایست درجہ ضعیف و قابل شدید جرح و تعذیل) لمحک لمحی و دملک دمی (تمہارا گوشت میرا گوشت اور تمہارا غون میرا غون ہے)

لِهِ الْقُرْآنُ الْكَرِيمُ ٣ / ٦١

لله جامع الرمذاني ابواب المناقب باب مناقب علي رضي الله عنه ايمان پسني دہلي ۲۱۳/۲  
 مسنون احمد بن حنبل عن علي رضي الله عنه المكتبة الاسلامية بيروت ۱/۸۳ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۵۲  
 شیخ ابن ماجه فضل علي بن ابي طالب رضي الله عنه ایچ ایم سعید کینی کراچی ص ۱۲  
 المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابة من كنت مولاہ فعلی مولاہ دار الفکر بيروت ۳/۱۱۰  
 المجمع الکبیر حدیث ۳۰۳۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بيروت ۳/۱۸۹  
 کنز العمال حدیث ۳۲۹۰۳ و ۳۲۹۳۶ و ۳۲۹۵۰ و ۳۲۹۵۱ و ۳۲۹۵۲ مؤسسه الرسائل بيروت ۱۱/۴۰۹ و ۴۰۲  
 کنز العمال حدیث ۳۲۹۳۶ حدیث ۳۲۹۰۳

بر تقدیر ثبوت (بشرطیکہ ثابت و صحیح مان لی جائے) و غیر ذلك (احادیث و اخبار) سے اُنھیں آگاہی نہیں (ہوش و حواس، علم و شعور اور فهم و ذراست میں یہ گزار روزگار ہوتے ہوئے ان اسرار درون خانہ سے بیگاز رہے اور اسی بیگانگی میں عمری گزار دیں) یا (اُنھیں آگاہی اور ان اسرار پر اطلاع) نہیں تو وہ (ان واضح الدلالۃ الفاظ) کا مطلب نہ سمجھے (اور غیرت و شرم کے باعث اور کسی سے پوچھ نہ سکے) یا سمجھے (حقیقت حال سے آگاہ ہوئے) اور اس میں تفضیل شیخین کا خلاف پایا (مگر خاموش رہے اور جمہور صحابہ کرام کے برخلاف عقیدہ رکھا زبان پر اس کا خلاف نہ آئے دیا اور حالانکہ ان کی پاک جنابوں میں گستاخی اور ان پر تعلیمہ ملعونة کی تہمت تراشی ہے) تو (اب ہم) کیونکہ خلاف سمجھ لیں (کے کہہ دیں کہ ان کے دل میں خلاف تھا زبان سے اقرار) اور تصریحات بینہ و قاطع الدلالۃ (روشن صراحتوں قطعی دلالتوں) وغیر محتملة الخلاف کو (جن میں کسی خلاف کا احتمال نہیں کوئی ہیر بھیر نہیں) کیسے پس پشت ڈال دیں الحمد لله رب العلمین کر حق تبارک و تعالیٰ نے فقیر حیر کو یہ ایسا جواب شافی تعلیم فرمایا کہ منصف (انصاف پسند ذی ہوش) کے لئے اس میں کفایت (اوپر یہ جواب اس کی صحیح رہنمائی و پہدایت کے لئے کافی) اور متعصب کو (کہ آتشِ غلو میں سُکندا اور ضم و نفاسیت کی راہ چلتا ہے) اس میں غیظ بے نہایت (قل موتوا باغظکو) اُنھیں آتشِ غضب میں جلنے مبارک) (ہم مسلمانان اہلسنت کے نزدیک حضرت مولیٰ کی ماننا) یہی محبت علی مرتفعی ہے اور اس کا بھی (یہی تعاضا) یہی متفضی ہے کہ محوب کی اطاعت کیجئے اور اس کے غضب اور اشیٰ کوڑوں کے استھان سے بچئے (والعياذ بالله)۔

اللہ! اللہ! وہ امام الصدیقین، اکمل الاولیاء المارفین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت کو حفظ جان پر مقدم رکھا حالانکہ جان کا رکھت سب سے زیادہ اہم فرض ہے۔ اگر بوجہ قلم عدو مکابر وغیرہ نماز پڑھنے میں معاذ اللہ ہلاک جان کا لیقین ہو تو اس وقت ترک نماز کی اجازت ہوگی۔

یہی تعظیم و محبت و جان نثاری و پروانہواری شیع رسالت علیہ الصلوٰۃ والحمدیہ ہے جس نے صدیق اکبر کو بعد انبیاء و مرسیین صلی اللہ تعالیٰ علیہم السلام علیہم اجمعین تمام جان پر تفوق بخشنا اور ان کے بعد تمام عالم، تمام علیٰ، تمام اولیاء، تمام عرقاء سے افضل و اکرم و اکمل و اعظم کر دیا۔

وہ صدیق جس کی نسبت حدیث میں آیا کہ "ابو بکر کو کثرت صوم و صلوٰۃ کی وجہ سے تم پر فضیلت نہ ہوئی"

بکہ اس سر کے سبب جو اس کے دل میں راسخ و متمکن ہے؟  
وہ صدیقی جس کی نسبت ارشاد ہوا ہے اگر ابو بکر کا ایمان میری تمام امت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابو بکر کا ایمان غالب آئے۔

وہ صدیقی کہ خود ان کے مولا ہے اکرم و آقا ہے عظیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کسی کا ہمارے ساتھ کروتی ایسا سلوک نہیں ہے جس کا ہم نے عوض نہ کر دیا ہو سو ابا بکر کے، کہ ان کا ہمارے ساتھ وہ حسن سلوک ہے جس کا بدله اللہ تعالیٰ انہیں روز قیامت دے گا۔

وہ صدیقی جس کی افضیلت مطلقاً پر قرآنی کریم کی شہادت ناطقہ ہے کہ فرمایا، ان اکس حکم عنده اللہ تعالیٰ کہ تم میں سب سے زیادہ عورت والا اللہ کے حضور وہ ہے جو تم سب میں الحق ہے۔  
اور دوسری آیتہ کریمہ میں صاف فرمادیا ہے وسیع جنبہ الاتقی قریب ہے کہ جنم سے بچایا جائے گا وہ الحق۔

بشهادت آیت اولے ان آیات کی مرد سے وہی مراد ہے جو افضل و اکرم امت مرحوم ہے، اور وہ نہیں مگر اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر، اور تفضیلیہ و روانہ کے نزدیک یہاں امیر المؤمنین ولی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

مگر اللہ عزوجل کے لئے حمد کہ اس نے کسی کی تلبیس و تدبیس اور حق و باطل میں آمیزش و آویزش کو جگہ نہ چھوڑی، آئیے کریم نے ایسے و صفت خاص سے الحق کی تبیین فرمادی جو حضرت صدیق اکبر کے سو اکسی پر صادق آہی نہیں سکتا۔

فرماتا ہے، و ما لا حسد عندہ من نعمۃ تجزی اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدله دیا جائے۔

- |   |   |  |
|---|---|--|
| ۱۔ کشف الخفا<br>تاریخ الخلفاء<br>شعب الایمان<br>جامع الترمذی<br>القرآن الکریم | دارالكتب العلمیہ بیروت<br>دارصادر بیروت<br>دارالكتب العلمیہ<br>امین کتبی دہلی<br>فہ القرآن الکریم | حدیث ۲۲۲۶<br>حدیث ۳۹<br>حدیث ۳۹<br>امین کتبی دہلی<br>۱۳/۳۹ |
| ۱۴۰/۲<br>ص ۸<br>۶۹/۱<br>۲۰۰/۲<br>۱۹/۹۲  | حدیث ۲۲۲۶<br>دارصادر بیروت<br>دارالكتب العلمیہ<br>امین کتبی دہلی<br>۱۹/۹۲                         |  |

اور دُنیا جانی مانتی ہے کہ وہ صرف صدیقِ اکبر ہی ہیں جن کی طرف سے ہمیشہ بندگی و غلامی و خدمت و نیازمندی اور مصلحتے حصلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے براہ بندہ نوازی قبول و پذیرائی کا یرتاؤ رہا یہاں تک کہ خود ارشاد فرمایا کہ : بیشک تمام آدمیوں میں اپنی جان و مال سے کسی نے ایسا سلوک نہیں کیا جیسا ابو بکر نے کیا؟

جب کہ مولیٰ علی نے مولاۓ کُل، سید ارسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کنارِ اقدس میں پروشن پائی، حضور کی گود میں ہوش سن بھالا، اور جو کچھ پایا بظاہر حالات ہیں سے پایا۔ تو ایت کریمہ و مالاحد عنده من نعمۃ تجذی (اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدله دیا جائے) سے مولا علی قطعاً مراد نہیں ہو سکتے بلکہ بالیقین صدیقِ اکبر ہی مقصود ہیں، اور اسی پراجحاء مفسرین موجود۔

وہ صدیق جیسیں حضور حصلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرضیتِ حج کے بعد پڑھے ہی سال میں امیر الجماجم مقرر فرمایا اور انہیں کو اپنے سامنے اپنے مرض الموت شریعت میں اپنی جگہ امام مقرر فرمایا۔ حضرت مولیٰ علی مرضی کو حکم اللہ تعالیٰ وجہ کا ارشاد ہے کہ ”نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جب ہم نے غور کیا (تو اس نتیجہ پر پہنچے) کہ نماز تو اسلام کا گون ہے اور اسی پر دین کا قیام ہے اس لئے ہم نے امورِ علافت کی انجام دی ہی کے لئے بھی اسی پر رضا مندی ظاہر کر دی، یہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا تھا، اور اسی لئے ہم نے ابو بکر کی بیعت کر لئی۔“

اور فاروق اعظم تو فاروق اعظم ہیں رحمت اللہ تعالیٰ عنہ۔ وہ فاروق جن کے لئے رسول اللہ حصلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دُعا مانگی کہ :

اللَّهُمَّ اعْنِ الْإِسْلَامَ بِعُمَرِ بْنِ خَطَّابٍ خَاصَّةً

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ لِخَطَّابَ الْإِسْلَامِ مِنْ عَزَّتِكَ

اس دُعاۓ کیم کے باعث عفراروق اعظم کے ذریعہ سے جو جو عزمیں اسلام کو ملیں، جو جو بیانیں اسلام و مسلمین سے دفع ہوئیں مخالفت موافق سب پر روشن و مبین، ولہذا سیدنا عبد اللہ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامع الترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ امین گھنی دہلی ۲/۲۰۰

۱۹/۹۲

لے الصواعق المحرقة باب الاول الفصل الرابع دار المکتب العلیہ بیروت ص ۳۳۳

لکھ سنن ابن ماجہ فضل عمر رضی اللہ عنہ ایم سعید گھنی کراچی ص ۱۱  
المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابة دار الفکر بیروت ۸۳/۳

فرماتے ہیں کہ :

ما شَنَا اعْزَةً مِنْذَ اسْلَمَ (بخاری)

ہم ہمیشہ معزز رہے جب سے عمر اسلام لائے۔

وہ فاروق جن کے حق میں خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عصر ہوتا۔ (رضی اللہ عنہ)

یعنی آپ کی فطرت اتنی کامل تھی کہ اگر دروازہ نبوت بند نہ ہوتا تو محض فضل الہی سے وہ نبی ہو سکتے تھے کہ اپنی ذات کے اعتبار سے نبوت کا کوئی مستحق نہیں)

وہ فاروق جن کے بارے میں ارشاد محبوب رب العالمین موجود کہ :

"عمر کہیں ہو جی اس کی رفاقت میں رہے گا" یہ تک

وہ فاروق جن کے لئے صحابہ کرام کا اجماع کہ "علم کے ذرخیز" ہے جبکہ ابو بکر مسیق صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔

وہ فاروق کہ جس راہ سے وہ گزر جائیں شیاطین کے دل دہل جائیں ہے۔

وہ فاروق کرجب وہ اسلام لائے طاہر اعلیٰ کے فرشتوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تہذیت و مبارکبادیوں کی ڈالیاں نذر انانے میں پیش کیں ہیں۔

وہ فاروق کران کے روز اسلام سے اسلام ہمیشہ عزتیں اور سر بلندیاں ہی پاتا گیا، ان کا اسلام فتح تھا، ان کی پیغمبرت نصرت، اور ان کی خلافت رحمت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

اور جب ثابت ہو گیا کہ قرب الہی (معرفت و کثرت ثواب میں) شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مرتبت

لے صحیح البخاری کتاب مناقب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قدیمی کتبخانہ کراچی ۱/۵۲۰

لے جامی الترمذی ابواب المناقب " " " " امین پمنی دہلی ۲/۲۰۹

المستدرک للحاکم معرفة الصحابة دار الفکر بیروت ۳/۸۳

لے کنز العمال حدیث ۱۵، ۳۲، ۳۵ و ۳۲، ۳۵ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۱/۳، ۵ و ۵۴

لے تاریخ الخلفاء ذکر عمر بن الخطاب فصل في اقوال الصحابة فيه دار ابن حزم بیروت ص ۹۸

لے صحیح البخاری مناقب عمر فاروق رضی اللہ عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۲۰

لے کنز العمال حدیث ۳۲، ۳۶ مؤسسة الرسالہ بیروت ۱۱/۵۴

تفوق (زیادت و فوکیت) ہے تو ولایت (خاصہ جو کہ ایک قریب خاص ہے کہ مولیٰ عز وجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے یہ) بھی انہیں کی اعلیٰ ہوتی (اور ولایت شیخین، مجلہ اکابر اولیاء کی ولایت سے بالا)

(ہاں) مگر ایک درجہ قرب الہی جل جلالہ و رزقنا اللہ کا (حضوری الحاظ اور خصوصاً حضرات علماء و فضلاء امت کی توجہ کا مستحب ہے اور وہ یہ ہے کہ مرتبہ تکمیل پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانب کمالاتِ نبوت حضرات شیخین کو قائم فرمایا اور جانب کمالاتِ ولایت حضرت مولا علی مشکل کشا کو، تو جلد اولیاء مابعد نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی، انہیں کے دست نگرتے، انہیں کے دست نگر ہیں اور انہیں کے دست نگر رہیں گے)۔

پر ظاہر ہے کہ سیرالی اللہ میں تو سب اولیاء برابر ہوتے ہیں اور وہاں لانفرق بین احمد من تسلسلہ (ہم اس کے سی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے) کی طرح لانفرق بین احمد من اولیائہ (ہم اس کے دوستوں میں کوئی تفریق نہیں کرتے)۔

کہا جاتا ہے (یعنی تمام اولیاء اللہ اصل طریق ولایت یعنی سیرالی اللہ میں برابر ہوتے ہیں اور ایک دوسرے پر سبقت و فضیلت کا قول باعتبار سیر فی اللہ کیا جاتا ہے کہ جب سالک عالم لاہوت پر پہنچا سیر و سلوک تمام ہوا، یعنی سیرالی اللہ سے فراغت کے بعد سیر فی اللہ ہوتی ہے اور اس کی نہایت وحد نہیں) جب (عالم لاہوت پر پہنچ کر) مساوائے الہی آنکھوں سے گر گیا اور مرتبہ فنا تک پہنچ کر آگے قدم بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے اس کے لئے انہا نہیں اور یہیں تفاوت قرب (بارگاؤں الہی میں عزت و منزلت اور کثرت ثواب میں فرق) جلوہ گر ہوتا ہے، جس کی سیر فی اللہ زائد وہی خدا سے زیادہ نزدیک، پھر بعض بڑھتے چلے جاتے ہیں (اور جذب الہی انہیں اپنی جانب کھینچا رہتا ہے ان کی یہ سیر کبھی ختم نہیں ہوتی) اور بعض کو دعوتِ خلق (وہ بہنائی مخلوق الہی) کے لئے منزل ناسوئی عطا فرماتے ہیں (جیسے عالم شہادت و عالمِ خلق و عالم جسمانی وغیرہ بھی کہتے ہیں، اور اس منزل میں تعلقِ مع اللہ کے ساتھ ان میں خلائق سے علاقہ پیدا کر دیا جاتا ہے اور وہ خلقِ خدا کی ہدایت کی طرف بھی متوجہ رہتے ہیں) ان سے طریقہ خرقہ و بیعت کار و ارج پاتا ہے اور سلسلہ طالیقیت جنبش میں آتا ہے، مگر یہ معنی اسے مستلزم نہیں (اور اس سے یہ لازم نہیں آتا) ان کی سیر فی اللہ اگلوں سے بڑھ جائے (اور یہ دعوتِ خلق و بہنائی مخلوق کے باعث

### بارگاہ الٰہی میں ان سے سواعزت و منزلت اور ثواب میں کثرت پا جائیں)

ہاں یہ ایک فضل بجا گاہ ہے کہ انھیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا تو یہ کیا؟ (اور اسی کی تخصیص کیسی؟) اس کے سو اصد بآخصالص حضرت مولیٰ کو ایسے ملے کہ شیخین کو نہ ملے۔ مگر (بارگاہ الٰہی میں) قرب و رفت درجات میں انھیں کو افزونی رہی (انھیں کو منزیت ملی اور انھیں کے قدم سیش پیش رہے) ورنہ کیا وہ ہے کہ ارشادات مذکورہ بالامیں انھیں ان سے افضل و بہتر کہا جاتا ہے (اور وہ بھی علی الاطلاق کسی جست و حیثیت کی قید کے بغیر) اور ان (یعنی حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی) کی افضلیت (اور ان کی ان حضرات پر تفضیل) کا پتا کیا ایک (مودود مذکور) انکار کیا جاتا ہے حالانکہ ادنیٰ ولی، اعلیٰ ولی سے افضل نہیں ہو سکتا ہے۔ آخذ دیکھئے حضرت امیر (مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الحکیم) کے خلافے کے کرام میں حضرت سبط اصغر (سیدنا امام حسین) و جانب خواجہ سن بصری کو تنزل ناسوتی ملا اور حضرت سبط اکبر (سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کوئی سلسلہ جاری نہ ہوا حالانکہ قریب و ولایت امام جعیفی (سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ولایت و قرب خواجہ (حسن بصری) سے بالیقین اتم و اعلیٰ (برتو بالا) اور ظاہر احادیث سے سبط اصغر شہزادہ گلگلوں قبا (شمیبد کرب و بلا) پر بھی ان کا افضل ثابت مرتضیٰ اللہ تعالیٰ عنہم اجمعیت۔

### عقیدہ سابعہ — مشاجراتِ صحابہ کرام

حضرت مرتضوی (امیر المؤمنین سیدنا علی مرتفع) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنہوں نے مشاجرات و منازعات کئے (اور اس حق متابحاب ارسلان کی رائے سے مختلف ہوئے اور ان اختلافات کے باعث ان میں جو واقعات روپ نما ہوئے کہ ایک دوسرے کے مقابلہ میں، مثلاً جنگ جل میں حضرت طلحہ و زبیر و صدیقہ عاشرہ اور جنگ صفين میں حضرت امیر معاویہ بمقابلہ مولیٰ علی مرتفع رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

ہم اہلسنت ان میں حق، جانب مولیٰ علی (ماتے) اور ان سب کو (مور دل غوش) بر غلط و خطأ اور حضرت اسد اللہی کو بد رجحان سے اکمل و اعلیٰ جانتے ہیں مگر باس پہر بخاترا احادیث مذکورہ (کہ ان حضرات کے مناقب و فضائل میں مروی ہیں) زبان طعن و شنیع ان دوسروں کے حق میں نہیں کھولتے اور انھیں ان کے مراتب پر جوان کے لئے شرع میں ثابت ہوئے رکھتے ہیں، کسی کو کسی پر اپنی ہوا نفس سے فضیلت نہیں دیتے، اور ان کے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں، اور ان کے اختلافات

کو اب حنیفہ وث فی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں۔ تو ہم اہلسنت کے نزدیک ان میں سے کسی ادنیٰ صاحبی پر بھی طعن جائز نہیں چاہیکہ اُمّ المؤمنین صدیقہ (عائشہ طیبہ طاہرہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جانب رفیع (اور بارگاہ و قیع) میں طعن کریں، حاشش! یہ اللہ و رسول کی جانب میں گستاخی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تطہیر و تیریت (لائک امنی و عفت اور منافقین کی بہتان تراشی سے برارت) میں آیات نازل فرمائے اور ان پر تہمت دھرنے والوں کو وعیدیں عذاب الیم کی سنائے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخْنِیں اپنی سب ازواج مطہرات میں زیادہ چاہیں، جہاں مذکور کو کرعاۓ صدیقہ پانی پسیں حضور اُسی جگہ اپنا لبِ اقدس رکھ کر وہیں سے پانی پسیں؛ یوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب ازواج (مطہرات، طیبات، طاہرات) دنیا و آخرت میں حضور ہی کی یہ سیاں میں مگر عائشہ سے محبت کایا عالم ہے کہ ان کے حق میں ارشاد ہوا کہ یہ حضور کی بی بی میں دنیا و آخرت میں۔ حضرت خیر النسا ریعنی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم ہوا ہے کہ فاطمہ! یہی درست ہے (جسے آپ چاہیں میں ضرور اُسے چاہتوں گی)۔ فرمایا، تب تو ہمی عائشہ تو مجھ سے محبت رکھتی ہے تو عائشہ سے بھی محبت رکھ کر میں اسے چاہتا ہوں۔ (چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ بنی کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سے فرمایا:

أُبْنِيَةُ إِلَسْتِ تَحْتَنِينَ مَا أَحَبْ ؟ فَقَالَتْ بَلِيٌ . قَالَ فَاحْبِي هَذِهِ ۖ  
پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی؟ عرض کیا، باسل  
یہی درست ہے (جسے آپ چاہیں میں ضرور اُسے چاہتوں گی)۔ فرمایا، تب تو ہمی عائشہ  
سے محبت رکھا کر)

سوال ہوا سب آدمیوں میں حضور کو کون محبوب ہیں؟ جواب عطا ہوا، "عائشہ۔"

نوٹ، بریلی شریف سے شائع ہونے والے رسالہ میں مذکور کہ یہاں اصل میں بہت بیاض ہے، درمیان میں کچھ ناتمام سطریں ہیں مناسبت مقام سے جو کچھ فہم قاصر میں آیا بتا دیا ۱۲۔ اس نقیرتے ان اضافوں کو اصل عبارت سے ملا کر تو سین میں محدود کر دیا ہے تاکہ اصل و اضافہ میں امتیاز رہے اور ناظرین کو اس کا مطالعہ سہل ہو۔ اس میں غلطی ہو تو فقیر کی جانب مفسوب کیا جائے۔ محمدیل عفی عنہ

لہ القرآن الحکیم ۲۳/۱۹

سنه صحیح مسلم کتاب الفضائل فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۸۵

سنه صحیح البخاری ابواب مناقب اصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم ۱/۱۶

صحیح مسلم باب فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ۲/۲۶۳

مسند احمد بن حنبل عن عرب بن العاص المکتب الاسلامی بروت ۳/۲۰۳

وہ عالیہ صدیقہ بنت الصدیق، اُم المؤمنین، جن کا محبوب رب العالمین ہونا آفتاب نیم روز سے روشن تر۔ وہ صدیقہ جن کی تصویر بخشتی حیر میں روح القدس خدمت اقدس سیہ المسلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر لائیں۔ وہ ام المؤمنین کو جریل امین بآن فضل میں اخیس سلام کریں اور ان کے کاشانہ عزت و طہارت میں بے اذن لئے حاضر ہو سکیں۔ وہ صدیقہ کہ اللہ عز وجل وحی نہ پہنچے ان کے سوا کسی کے لحاف میں۔ وہ ام المؤمنین کو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر سفر میں بے ان کے تشریف لے جائیں ان کی یاد میں "واسع وسادہ" فرمائیں۔ وہ صدیقہ کہ یوسف صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی براست و پاک امنی کی شہادت اہل زلینا سے ایک بھتہ ادا کرے۔ بتوں مریم کی تطبیر و عفت مابنی روح اللہ کلہ اللہ فرمائیں، مگر ان کی براست، پاک طینتی، پاک دامنی و طہارت کی گواہی میں قرآن کریم کی آیات کریمہ نزول فرمائیں۔ وہ ام المؤمنین کو محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پانی پینے میں دیکھتے رہیں کہ کوڑے میں کس جگہ بارک رکھ کر پانی پیا ہے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے لب ہائے بارک و خدا پسند وہیں رکھ کر پانی تو ش فرمائیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہما وعلیٰ ایہما وبارک وسلم۔

آدمی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھے اگر کوئی اس کی ماں کی توبہ میں کرے اس پر بہتان اٹھائے یا اسے پڑا بھلا کئے تو اس کا کیسا دشمن ہو جائے گا اس کی صورت دیکھ کر آنکھوں میں خون اُتر آئے گا، اور مسلمانوں کی مائیں یوں بے قدر ہوں کہ لکھ پڑ کر ان پر طعن کریں تھمت وھریں اور مسلمان کے مسلمان بنے رہیں۔ لاحول ولا قوّة الا باللہ العلی العظیم)

---

اور زبر و طلحہ ان سے بھی افضل کہ عشرہ بشرہ سے ہیں۔ وہ (معنی زبرین العوام) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھوپی زاد بھائی اور حواری (جان باز، معاون و مددگار) اور یہ (معنی طلحہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ انور کے لئے پہر۔ وقت جان نشاری (جیسے ایک جان شانہ نہ رپا ہی سرفوش محافظ)۔

---

رہے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ان کا درجہ اُن سب کے بعد ہے۔ اور حضرت مولیٰ علی (مرتضیہ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الاسنی) کے مقام رفیع (مراتب بلند و بالا) و شانِ غیب (عفت و منزلتِ محکم و اعلا) تک تو ان سے وہ دور دراز منزليں ہیں جن ہزاروں ہزار رہوں برقرار (یہ کشادہ و فراخ قدم گھوڑے جیسے بھلی کا کونڈا) صبار قفار (ہوا سے بات کرنیوالے، تیزرو،

تیرگام) تھک رہیں اور قطع (مسافت) نہ کر سکیں۔

مگر فضل صحبت (و شرف صحابت و فضل و شرف سعادت خدا تعالیٰ دین ہے) جس سے مسلمان آنکھوں نہیں کر سکتے تو ان پر لعن طعن یا ان کی توہین تھیں کیسے گوارا رکھیں اور کیسے سمجھ لیں کہ مولیٰ علی کے مقابلے میں انہوں نے جو کچھ کیا ہے نے نفایت تھا۔ صاحب ایمان مسلمان کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہیں آسکتی۔

ہاں ایک بات کہتے ہیں اور ایمان لجھتی کہتے ہیں کہ تم تو بحمد اللہ سرکار اہلبیت (کرام) کے غلامان خاذزاد ہیں (اور موروثی خدمت گار، خدمت گزار) ہمیں (امیر) معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کیا رشتہ، خداخواست ان کی حمایت بے جا کریں مگر ہاں اپنی سرکار کی طرفداری (اور امیرحتی میں ان کی حمایت و پاسداری) اور ان (حضرت امیر معاویہ) کا (خصوصاً) الزام بدگویاں (اور دریدہ دہنوں، بدزبانوں کی تھموں) سے بری رکھنا منظور ہے کہ ہمارے شہزادہ اکبر حضرت سبط (اکبر، حسن) مجتبے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حبیب بشارت اپنے جدہ امجد سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اختیام مدت (خلافت راشدہ کو منہاج نبوت پر تیس سال رہی اور سیدنا امام حسن مجتبے رضی اللہ تعالیٰ کے چھ ماہ مدت خلافت پر ختم ہوئی) عین مرکہ جنگ میں (ایک فوج جرار کی ہمراہی کے باوجود) ہتھیار کھد دیے (بالقصد والاختیار) اور ملک (اور امور مسلمین کا انتقام و النصرام) امیر معاویہ کو سپرد کر دیا (اور ان کے ہاتھ پر بیعت اطاعت فرمائی) اگر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ العیادہ بالله کافر یا فاسق تھے یا خالم جائز تھے یا غاصب جائز تھے (ظلم و جور پر کمر بستہ) تو الزام امام حسن پر آتا ہے کہ انہوں نے کار و بار مسلمین و انتظام شرع و دین باختیار خود ( بلا جزو اکراہ بلا ضرورت شرعاً، باوجود مقدرات) ایسے شخص کو تغولیں فرمادیا (اور اس کی تحولیں میں دے دیا) اور خیر خواہی اسلام کو معاذ اللہ کام نہ فرمایا (اس سے ہاتھ اٹھایا) اگر مدت خلافت ختم ہو چکی تھی اور آپ (خود) بادشاہت منکور نہیں فرماتے تھے تو صحابہ حجاز میں کوئی اور قابلیت لفلم و نستی دین نہ رکھتا تھا جو انہیں کو اختیار کیا (اور انہیں کے ہاتھ پر بیعت اطاعت کر لی) حاشش اللہ بلکہ یہ بات خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک سچی ہے کہ حضور نے اپنی پیش کوئی میں ان کے اس فعل کو پسند فرمایا اور ان کی سیادت کا نیجہ ٹھہرایا کما فی صحيح البخاری (جیسا کہ صحیح البخاری میں ہے) صادق و مصدق و ق صلح اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرمایا،

ان ابنی هذَا سِيد لِعْلَهُ أَن يَصْلِحَ بَهْ بَيْنَ فُتَّيْنِ عَظِيمَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لِمَ

”میرا یہ بُیا سید ہے، سیادت کا علیبدار) میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دوبارے گروہ اسلام میں صلح کر دے۔“  
آئیے کوئی کارشاد ہے :

و نزعنًا ماف صد و رهم من غل۔

اور ہم نے ان کے سینتوں میں سے کینے کھینچ لئے۔

”جو دنیا میں ان کے درمیان تھے اور طبیعتوں میں جو کدورت و کشیدگی تھی اسے رفت و الفت سے بدل دیا اور ان میں اپس میں زباقی رہی مگر مودت و محبت۔“

اور حضرت علی مرتضیٰ رضی امیر تعالیٰ عنہ سے مروی کہ آپ نے فرمایا کہ ”ان شاء اللہ تعالیٰ میں اور عثمان اور طلحہ وزیر ان میں ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ نزعنًا الایہ۔“

حضرت مولیٰ علی کے اس ارشاد کے بعد بھی ان پرالازام دینا عقل و فرد سے جنگ ہے مولیٰ علی سے جنگ ہے، اور خدا و رسول سے جنگ ہے۔ واللہ باللہ۔

جب کہ تاریخ کے اور اقشار میں عادل ہیں کہ حضرت زیر کو جو جنمی اپنی غلطی کا احساس ہوا انہوں نے فوراً جنگ سے کنارہ کشی کر لی۔

اور حضرت طلحہ کے متعلق بھی روایات میں آتا ہے کہ انہوں نے اپنے ایک مدگار کے ذریعے حضرت مولیٰ علی سے بیعت اٹاوت کر لی تھی۔

اور تاریخ سے ان واقعات کو کون چھیل سکتا ہے کہ جنگِ جملِ ختم ہونے کے بعد حضرت مولیٰ علی مرتفع نے حضرت عائشہ کے برادر معلم محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ وہ جائیں اور دیکھیں کہ حضرت عائشہ کو خدا نجاست کوئی زخم وغیرہ تو نہیں پہنچا۔ بلکہ بمحلا تمام خود بھی تشریف لے گئے اور پوچھا: ”آپ کا مزاج کیسا ہے؟“ انہوں نے جواب دیا: ”الحمد للہ اچھی ہوں۔“

مولیٰ علی نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ آپ کی بخشش فرمائے۔“

حضرت صدیقہ نے جواب دیا: ”اوہ تھاری بھی۔“

پھر مقتولین کی تحریز و تکفین سے فارغ ہو کر حضرت مولیٰ نے حضرت صدیقہ کی والپی کا انتظام کیا اور پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ مغرب میں بکر کی نگرانی میں چالیس معترض عورتوں کے ہمراست میں ان کو

جانب حجاز رخصت کیا۔ خود حضرت علی نے دُور تک مشایعت کی، ہمراہ رہے۔ امام حسن میلوں تک ساتھ گئے۔ چلتے وقت حضرت صدیق نے مجھ میں اقرار فرمایا کہ: ”مجھ کو علی سے ذکری قسم کی کدورت پہنچی اور ذرا ب ہے، ہاں ساس، داماد (یا دیور، بجادج) میں کبھی کبھی جوبات ہو جایا کرتی ہے اس سے مجھے انکار نہیں۔“

حضرت علی نے یہ سن کر ارشاد فرمایا: ”لوگو! حضرت عاشش سعی کہہ رہی ہیں خدا کی قسم مجھ میں اور ان میں اس سے زیادہ اختلاف نہیں ہے، بہرحال خواہ کچھ ہو یہ دینا و آخرت میں تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں (اور ام المؤمنین)۔“

اللّهُ اللّهُ! ان یاراں پیکر صدق و صفا میں باہمی یہ رفق و موادت اور عزت و اکرام، اور ایک دوسرے کے ساتھ یہ معاملہ تعظیم و احترام، اور ان عقل سے بیگانوں اور نادان دوستوں کی حمایت علی کا یہ عالم کہ ان پر عن طعن کو اپنا مذہب اور اپنا شعار بٹائیں اور ان سے کدورت و دشمنی کو مولیٰ علی سے محبت و عقیدت محبراً میں، دلائل و لاقوٰۃ الاباۃ العلی العظیم۔

مسلمانوں اہلسنت اپنا ایمان تازہ کر لیں اور سن رکھیں کہ اگر صحابہ کرام کے دلوں میں کھوٹ، نیتوں میں فتور اور معاملات میں فتنہ و فساد ہو تو سرضی اللہ عنہم کے کوئی معنی ہی نہیں ہو سکتے۔

صحابہ کرام کے عند اللہ مرضی و پسندیدہ ہونے کے معنی یہی تو ہیں کہ وہ مولا تے کیم ان کے خالہ و باطل سے راضی، ان کی نیتوں اور مافی الضمیر سے خوش ہے، اور ان کے اخلاق و اعمال پار گاہ عزت میں پسندیدہ ہیں۔ اسی لئے ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَلَكُنَ اللَّهُ جِبْرِيلُكُمُ الْأَيْمَانُ وَنِيَّتُكُمْ فِي قُلُوبِكُمُ اللَّهُ أَكْبَرُ۔

”یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان پیار کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آرائستہ کر دیا ہے اور کفر اور حکم عدوی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی ہے۔“

اب جو کوئی اس کے خلاف کے اپنا ایمان خراب کرے اور اپنی عاقبت بر باد، والیعاذ باللہ۔

### عقیدہ شامنہ

نبی کیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت مطلقہ کو امامت گھبڑی اور اس منصب عظیم پر فائز

ہونے والے کو امام کہتے ہیں۔

امام اسلمین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام امور دینی و دنیوی میں حسب شرع تصرف عام کا اختیار رکھتا ہے اور غیر موصیت میں اس کی اطاعت تمام جہاں کے مسلمانوں پر مندرج ہوتی ہے۔

اس امام کے لئے مسلمان آزاد، عاقل، بالغ، قادر، قرشی ہونا شرط ہے۔ باشندی علوی اور معصوم ہونا اس کی شرط نہیں۔ ان کا شرط کرنا روا فرض کا مذہب ہے جس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ برحق اصلہ مونین، خلفاً تے شلثہ ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان عُنْئی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلافت رسول سے جب دا کر دیں۔ حالانکہ ان کی خلافتوں پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ انکیم و حضرات حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کی خلافتیں تسلیم کیں اور علویت کی شرط نے قومی علی کو بھی خلیفہ ہونے سے خارج کر دیا۔ مولا علی کیسے علوی ہو سکتے ہیں۔ رہی عصمت تو یہ انسیماہ و ملائکہ کا خاصہ ہے امام کا معصوم ہونا روا فرض کا مذہب ہے۔ (بہارِ شریعت)

ہم مسلمانوں اہلسنت و جماعت کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (خلافت و امامتِ صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بالقطع الحقیقت (قطعاً، یقیناً، تحقیقاً) حقدراً شدہ ہے ( ثابت و درست، رُشد و پُدايت پر بنی ) نے غاصبہ جارہ (کہ غصب یا جوڑ و جبر سے حاصل کی گئی) رُحْتُ رافت (هر بانی و شفقت) حسن سیادت (بہتر و لائی تر امارت) و لخاظِ مصلحت (تمام مصلحتوں سے محفوظ) و حایتِ ملت (شریعت کی حمایتوں سے محفوظ) و پناہ امت سے مزین (آراستہ و پریاستہ) اور عدل و داد (النصاف و برابری) و صدق و سداد (راستی و درستی) و رُشد و ارشاد (راست روی و حق نمائی) و قطع فساد و قیع اہل ارتداد (مرتدین کی بیع بکھی) سے محلی (سنواری ہوئی) اول تلویحات و تصریحات (روشن و صریح ارشادات) سید الکائنات علیہ وعلیہ السلام افضل الصلوات والتحيات اس بارے میں بہ کثرت دارد۔

دوسرے خلافت اس جناب تقویٰ مأب کی باجماعت صحابہ واقع ہوئی۔ (اور آپ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تخت خلافت پر جلوس فرمانا، فرمان و احکام جاری کرنا، ہمائک اسلامیہ کا نظم و نسق سنبھاننا، اور تمام امورِ مملکت و رژم و بزم کی بائگیں اپنے دستِ حق پرست میں لینا وہ تاریخی واقعہ مشہور و متواتر اظہرن ائمہؐ میں ہے، جس سے دنیا میں موافق مخالفت جتنی کہ نصاری و یہود و مجووس و ہندو کسی کو انکار نہیں۔ اور ان مجتبانِ خدا و نوابانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابداً ابداً ہے شیعائی علیؑ

کو زیادہ عداوت کا بینی ہی ہے کہ ان کے زعم باطل میں استحقاق خلافت حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہه  
الاسنی میں مختصر تھا۔

جب بحکم الہی خلافتِ راشدہ، اول ان تین سرداران مونین کو پہنچی روافض نے انھیں معاذ اللہ  
مولیٰ علی کا حق چھینے والا اور ان کی خلافت و امامت کو غاصبہ جا رہہ تھہرا یا۔

اتنا ہی نہیں بلکہ تفیہ شقیر کی تھت کی بدلت حضرت اسد اللہ غالب کو عیاذ باللہ سخت نامہ دو  
بُزدل و تارکِ حق و مطیع باطل تھہرا یا۔ حکم

دوستی بے خردان دشمنی ست  
(بے عقولوں کی دوستی دشمنی ہوتی ہے)

(الغرض آپ کی امامت و خلافت پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے) اور باطل پر اجماع امت (خصوصاً  
صحابہ حضرت رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم الصلوٰۃ والتحیٰ کی ممکن نہیں (اور مان لیا جائے تو غصب و ظلم پر اتفاق  
سے عیاذ باللہ سب فساق ہوئے، اور یہی لوگ حاملان قرآن میں و راویان دین تین ہیں، جو انھیں فاسد تسلی  
اپنے لئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک دوسرا سلسہ پیدا کرے یا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اسی طرح  
ان کے بعد خلافت فاروق، پھر امامت ذی النورین، پھر جلوہ فرمائی ابو الحسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

## عَقِيدَةٌ تِاسِعَمٌ — ضروریاتِ دین<sup>۹</sup>

لصوص قرآنیہ (اپنی مراد پر واضح آیات فقانیہ) و احادیث مشہورہ متواترہ (شهرت اور تواتر سے  
موئید) و اجماع امت مرحوم بخاری (کریم تصریح شریعت کے اساسی ستون ہیں اور شبہات و تاویلات سے  
پاک، ان میں سے ہر دلیل قطعی، یقینی، واجب الاذعان والشبہت، ان) سے جو کچھ وربارہ الہیت  
(ذات و صفات باری تعالیٰ) و رسالت (ونبیت انبیاء و مرسیین، وحی رب العالمین) (و کتب سماوی،  
و ملائکہ و جن و بعث و حشر و نشر و قیام قیامت، قضاۓ و قدر) و مکان و مایکون (جلد ضروریاتِ دین)  
ثابت (اور ان دلائل قطعیہ سے مدل، ان پر ایہن واضح سے مبرہن) سب حق ہے اور ہم سب پر ایمان لا  
جنت اور اس کے جائز احوال (کہ لاعین رؤأت و لا اذن سماعت ولا خطر بیال احیث و عظیم نعمتیں  
لے صحیح البخاری کتاب التفسیر تحقیق آیۃ ۳۲/۱۴ قدمی کتب خانہ کراچی ۰۳/۲  
جامع الترمذی ابو بکر التفسیر سورۃ السجدة امین کمپنی دہلی ۱۵۱/۲  
سنن ابن ماجہ ابو بکر الزہر باب صفت الجنة ایک ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۳۱

وَلَعِيمٌ عَظَمَتِينِ اور جان و دل کو مرغوب و مطلوب وہ لذتیں جن کو ز آنکھوں نے دیکھا نہ کافوں نے سُنتا، اور نہ کسی کے دل پر اُن کا خطرہ گزرا) دوزخ اور اس کے جان گز احالتات (کوہ ہر تخلیف واذیت جو اور اک کی جائے اور تصور میں لائی جائے، ایک ادنیٰ حصہ ہے اس کے بے انتہا عذاب کا، والیعا ذبائش) قبر کے نعم و عذاب (کوہ جنت کی کیا ریوں میں سے ایک کیاری ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا) ملک نکیر سے سوال وجواب روپی قیامت حساب و کتاب و وزن اعمال (جس کی حقیقت اللہ جانے اور اس کا رسول) و کوثر (کرمیدان حشر کا ایک حوض ہے اور جنت کا طویل و علیین چشم) و صراط (بال سے زیادہ پاریک، تو اسے زیادہ تیز، پشت جہنم پر ایک پل) و شفاعة عصاة اہل کیا ر (یعنی گناہگاراں اُمت مرحومہ کر کریہ گناہوں میں طوث رہے ان کے لئے سوال بخشش) اور اس کے سبب اہل کیا ر کی نجات الی غیر ذالک من الواردات سب حق (ہے اور سب ضروری القبول) جب و قد ریاضل (اپنے آپ کو محبو و محض یا با محل مختار سمجھنا دونوں مگر ہی) ولکن اصرہ بیت امریت (اختیار مطلق اور جبر محض کے بین بین راہ سلامتی اور اس میں زیادہ غرروں کو سبب ہلاکت، صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے، ما و شما کس گفتگی میں جو بات ہماری عقل میں نہیں آتی (اس میں خواہ غواہ نہیں الجھتے اور اپنی اندھی اوندھی عقل کے گھوڑے نہیں دوڑاتے بلکہ اس کو موکول بخدا کرتے (اللہ عز وجل کو سونپتے کہ واهہ اعلم بالصواب) اور اپنا نصیبہ امتابہ کُلّ من عندِ سبتا بنا تے ہیں (کہ سب کچھ حق کی جانب سے ہے سب حق ہے اور سب پر ہمارا ایمان) ۷

مَصْطَفِيَ اللَّهِ مِنَ الْمَيَاهِ أَنْكَلَهُ كَمِيْ كَوِيدِ بِعْقَلِ      أَفَابِ اندِرِ جَهَانِ أَنْكَلَهُ كَمِيْ جَوِيدِ سَهَا  
 (مَصْطَفِيَ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْرِيفِ فَمَا ہوں تو اپنی عقل سے کون بات کرتا ہے سو رج دنیا میں جلوہ گر ہو تو چھوٹے سے ستارے کو کوئی ڈھونڈتا ہے - ت)

(قال الرضا

عرش پر جا کے مرغ عقل تھک کے گرا، غش آگی اور ابھی منزوں پے، پھلاہی آستان ہے  
 یاد رکھنا چاہتے کہ وحی الہی کا نزول، کتب اسمانی کی تنزیل، جن و ملائکہ، قیامت وبعث، حشر و نشر،

لِهِ الْقَرآنِ الْكَرِيمِ ۚ / ۳

۷

تہ حداائق بخشش

مکتبہ رضویہ کراچی

حصہ اول

ص ۹

حساب وکتاب، ثواب وعذاب اور جنت و دوزخ کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں اور جن پر عصمه اسلام سے اب تک چودہ سو سال کے کاف مسلمین و مونین دوسرے ضروریات دین کی طرح ایمان رکھتے چلے آئے ہیں مسلمانوں میں مشہور ہیں۔

چونچن ان چیزوں کو توحیح کئے اور ان لفظوں کا تواقر کرے مگر ان کے نئے معنی گھرے مثلاً یوں کہے کرجنت و دوزخ و حشر و شر و ثواب و عذاب سے ایسے معنی مراد ہیں جو ان کے ظاہر الفاظ سے تمہاری میں نہیں آتے یعنی ثواب کے معنی اپنے حنات کو دیکھ کر خوش ہونا۔ اور عذاب، اپنے بڑے اعمال کو دیکھ کر غلیکن ہونا ہیں۔ یا یہ کہ وہ روحانی لذتیں اور باطنی معنی ہیں وہ کافر ہے کیونکہ ان امور پر قرآن پاک اور حدیث شریف میں کہنے ہوئے روشن ارشادات موجود ہیں۔

یونہی یہ کہنا بھی یقیناً کفر ہے کہ سیفروں نے اپنی اپنی امتوں کے سامنے جو کلام، کلام اللہ بت کر پیش کیا وہ ہرگز کلام اللہ نہ تھا بلکہ وہ سب انہیں سیفروں کے دلوں کے خیالات تھے جو فوارے کے پانی کی طرح انہیں کے قلوب سے جو شش مار کر نکلے اور پھر انہیں کے دلوں پر نازل ہو گئے۔  
یونہی یہ کہنا کہ نہ دوزخ میں سانپ، بچپتو اور زنجیریں ہیں اور نہ وہ عذاب جن کا ذکر مسلمانوں میں رائج ہے۔ نہ دوزخ کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی فرماتہ داری کی جو راحت روح کو ہوتی تھی لبیں اسی روحانی اذیت کا اعلیٰ درجہ پر محسوس ہونا اسی کا نام دوزخ اور جہنم ہے۔ یہ سب کفر قطعی ہے۔

یونہی یہ سمجھنا کہ جنت میں میوے ہیں زبان، نہ محل ہیں نہ نہری ہیں، نہ حوریں ہیں، نہ غلامان ہیں، نہ جنت کا کوئی وجود خارجی ہے بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی فرماتہ داری کی جو راحت روح کو ہوتی تھی لبیں اسی روحانیت کا اعلیٰ درجہ پر حاصل ہونا اسی کا نام جنت ہے، یہ بھی قطعاً یقیناً کفر ہے۔

یونہی یہ کہنا کہ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں جن فرشتوں کا ذکر فرمایا ہے نہ ان کا کوئی اصل وجود ہے نہ ان کا موجود ہونا ممکن ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر بہر مخلوق میں جو مختلف قسم کی قوتیں رکھی ہیں جیسے پھارڈوں کی سختی، پانی کی روانی، نباتات کی فزونی، نیس انہیں قوتوں کا نام فرشتہ ہے، یہ بھی بالقطع و ایقیناً کفر ہے۔

یونہی جن و شیاطین کے وجود کا انکار اور بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے، اور ایسے اقوال کے قال یقیناً کافر اور اسلامی برادری سے خارج ہیں۔

ماں ہوئی باتیں چار قسم ہوتی ہیں :

(۱) ضروریاتِ دین ان کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواری یا اجماع قطعی قطعیات الدلالات واضحة الافادات سے ہوتا ہے جن میں نہ شے کی گنجائش نہ تاویل کوراہ اور ان کا منکر یا ان میں باطل تاویلات کا ترکب کافر ہوتا ہے۔

(۲) ضروریاتِ مذہبِ اہل سنت و جماعت ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے میں ایک نوع شبهہ اور تاویل کا احتمال ہوتا ہے اسی نے ان کا منکر کافر نہیں بلکہ مگر اہم بد مذہب بد دین کہلاتا ہے۔

(۳) ثابتاتِ محکمہ ان کے ثبوت کو دلیل ظنی کافی، جبکہ اس کا مفاد اکبر اے ہو کہ جانب خلاف کے نئے حدیث احادیث صحیح یا حسن کافی، اور قول سوارد اعظم و جمیور علماء کا سنت واقعی، فات یید اللہ علی الجماعة (اللہ تعالیٰ کا دستِ قدرت جماعت پر ہوتا ہے۔ ت)

ان کا منکر و ضروری امر کے بعد غلطی و آخر خطا کار و گناہگار قرار پاتا ہے، نہ بدین و مگر اہم کافرو خارج از اسلام۔

(۴) ظنیاتِ محکمہ ان کے ثبوت کے لئے ایسی دلیل ظنی بھی کافی، جس نے جانب خلاف کیلئے ذگناہگار، چربائیکہ مگر اہم، چرچائیکہ کافر۔

ان میں سے ہربات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے جو فرقہ مراتب نہ کرے، اور ایک مرتبے کی بات کو اس سے اعلیٰ درجے کی دلیل مانگنے وہ جاہل یوقوف ہے یا مبتکار فیلسوف ٹھر ہر سخن وقت ہر نکتہ مقامے دارد (ہربات کا کوئی وقت اور ہر نکتے کا کوئی خاص مقام ہوتا ہے۔ ت)

اور علی

گرفق مراتب نہ کنی زندیقی  
(اگر تو مراتب کے فرق کو محو نہ رکھے تو زندیقی ہے۔ ت)

اور بالخصوص قرآن عظیم بلکہ حدیث ہی میں تصریح صریح ہونے کی تو اصل ضرورت نہیں حتیٰ کہ مرتبہ اعلیٰ اعنی ضروریاتِ دین میں بھی۔

بہت باتیں ضروریاتِ دین سے ہیں جن کا منکر یقین کافر مکر بالصریح ان کا ذکر آیات و احادیث میں نہیں، مثلاً باری عز وجل کا جمل محال ہونا۔

قرآن عظیم میں اللہ عز وجل کے علم و احاطہ کا لامکہ جگہ ذکر ہے مگر امنناع و امکان کی بحث کہیں نہیں پھر کی جو شخص کے کو واقع میں توبیث کرے اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے عالم الغیب والشهادۃ ہے، کوئی ذرہ اس کے علم سے چھپا نہیں۔

مگر ممکن ہے کہ جاہل ہو جائے تو کیا وہ کافر نہ ہو گا کہ اس کے امکان کا سلسلہ صریح قرآن میں مذکور نہیں۔ حاش اللہ! اضطرور کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کرے خود کافر، توجہ ضروریاتِ دین ہی کے ہر ہزار یہ کی تصریح صریح، قرآن و حدیث میں ضرور نہیں تو ان سے اُڑ کر اور کسی درجے کی بات پر یہ طیہراپن کر ہیں تو قرآن ہی میں دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانیں گے زری جہالت ہے یا صریح فضالت۔ مگر جنون و تعصیب کا علاج کسی کے پاس نہیں۔ تو خوب کان کھول کر سُنْ نو اور لوح دل پُرْقش رکھو کہ جسے کہا سنو ہم اماموں کا قول نہیں جانتے ہیں تو قرآن و حدیث چاہئے "جان لو کر یہ گمراہ ہے۔ اور جسے کہا سنو کہ" ہم حدیث نہیں جانتے ہیں صرف قرآن درکار ہے "سمجھو لو کہ یہ بد دین" دین خدا کا بد غواہ ہے۔

سلاماً نو! تم ان گراہوں کی ایک رُسْنُو، اور جب تھیں قرآن میں شہہد ایں تم حدیث کی پناہ لو۔ اگر حدیث میں این و آں نکالیں تم الْمَرْدِ دین کا دامن پکڑو۔ اس درجے پر آگر حق و باطل صاف کھل جائے گا اور ان گراہوں کا اڑایا ہوا سارا غبار حق کے برستے ہوئے بادلوں سے دھل جائے گا اور اس وقت یہ ضال مصل طالعہ بھاگتے نظر آئیں گے کا نہم حمر، مستغفرة فرت من قسورة ۴ (کویا وہ بھر کے پُرستے گدھے ہوں کہ شیر سے بھاگے ہوں)۔ (الصالِم الربانی ملخصاً)

## عقیدہ عاشرہ — شریعت و طریقت

شریعت و طریقت، دُوراہیں مبتاں نہیں (کہ ایک دوسرے سے جدا اور ایک دوسرے کے خلاف ہوں) بلکہ بے ابیاع شریعت، خدا سک وصول محال۔ شریعت تمام احکام جسم و جان و روح و قلب

وَجْهَةُ عِلْمِ الْهَدِيَّةِ وَمَعْرِفَتِ نَاهِيَّةِ هَيْدَى کو جامع ہے جو میں سے ایک ایک نگڑے کا نام طریقت و معرفت ہے والہذا  
باجامع قطعی جملہ اولیاً تے کوام کے تمام حقائق کو شریعت مطہرہ پر عرض کرنا فرض ہے۔ اگر شریعت کے مطابق ہوں  
 حتیٰ وقوف ہیں ورنہ مردود و مخدول (مردود و نامقبول)۔

(تو یقیناً قطعاً شریعت ہی اصل کا رہے، شریعت ہی مناطق و مدار ہے شریعت ہی محکت و معیار ہے  
 اور حق و باطل کے پر کھنے کی کسوٹی۔)

شریعت راہ کو کہتے ہیں اور شریعت محمد علی صاحبہا الصلوٰۃ والتجیہ کا ترجیح ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ۔ اور یہ قطعاً عام و مطلق ہے نہ کہ صرف چند احکام جسمانی سے خاص۔

یہی وہ راہ ہے کہ پانچوں وقت، ہر نماز ہر رکعت میں اس کا انگنا اور اس پر صبر و استقامت کی  
 دعا کرنا ہر مسلمان پر واجب فرمایا ہے کہ "اہدنا الصراط المستقیم" (ہم کو سیدھا راستہ چلا) ہم کو محمد  
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ پر چلا، ان کی شریعت پر ثابت قدم رکھ۔

یونہی طریق، طریقہ، طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پیغام جانے کو۔ تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام  
 ہے اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشہادت قرآن عظیم خدا تک نہ پہنچائے گی بلکہ شیطان تک جنت  
 سکن نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سوا سب را ہوں کو قرآن عظیم باطل و مردود فرمائچا۔

لَا جُرْمَ ضرور ہو اکہ طریقت یہی شریعت ہے اسی راہ روشن کا نکلا ہے، اس کا اس سے جدا ہونا  
 محال و نامزا ہے۔ جو اسے شریعت سے جدا مانتا ہے اسے راہ نہ سے تو زکر راہِ ابلیس مانتا ہے  
مگر حاشا، طریقتِ حُقُّر راہِ ابلیس نہیں قطعاً راہِ خدا ہے) نہ بندہ کسی وقت کیسی ہی ریاضات و مجاہدات  
 بکالائے (کیسی ہی ریاضتوں، مجاہدوں اور چلہ کشیوں میں وقت گزارا جائے) اس رتبہ تک پہنچنے کے  
 تکالیع شریع (شریعت و مطہرہ کے فرمانیں و احکام امر و نہی) اس سے ساقط ہو جائیں اور اسے  
 اسپ بے لگام و شتر بے زمام کر کے چھوڑ دیا جائے۔

(قرآن عظیم میں فرمایا :

إِنَّ رَبَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔

بیشک اسی سیدھی راہ پر میرا رب طہا ہے۔

اور فرمایا:

وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ الْأُخْيَةَ۔

شروعِ رکوع سے احکام شریعت بیان کر کے فرماتا ہے، اور اے مجبوب! تم فرماد کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے تو اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور راستوں کے ویچھے زمگ جاؤ کہ وہ تھیں خدا کی راہ سے جُدا کر دیں گے۔

دیکھو قرآن عظیم نے صاف فرمادیا کہ شریعت ہی صرف وہ راہ ہے جس کا منہما اللہ ہے، اور جس سے وصولی الی اللہ ہے۔ اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ کی راہ سے دور پڑے گا۔ طریقت میں جو کچھ منکشت ہوتا ہے شریعت ہی کے اتباع کا صدقہ ہے ورنہ بے اتباع شریعہ ٹڑے ٹڑے کشف را جیوں، جو گیوں، سینا سیوں کو دیلے جاتے ہیں، پھر وہ کہاں تک لے جاتے ہیں اسی نارنجیم وعداب الیم تک پہنچاتے ہیں۔ (مقال العرفان)

صوفی وہ ہے کہ اپنے ہوا (اپنی خواہشوں، اپنی مرادوں) کو تابع شرع کرے (بے اتباع شرع کسی خواہش پر نہ لے) نہ وہ کہ ہوا (وہیں اور نفسانی خواہشوں) کی خاطر شرع سے دست بردار ہو (اور اتباع شریعت سے آزاد) شریعت غذا ہے اور طریقت قوت، جب عذاترک کی جائے گی قوت آپ تو وال پائے گی، شریعت آنکھ ہے اور طریقت نظر (اور) آنکھ پھوٹ کر نظر (کا باقی رہنا) غییر متصور (عقل سیم قبول نہیں کرتی تو شریعت مطہرہ میں کب مقبول و معتر) بعد از وصولی (منزل) اگر اتباع شریعت سے بے پرواہی ہوتی (اور احکام شرع کا اتباع لازم و ضرور نہ رہتا یا بندہ اس میں مختار ہوتا تو سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور امام ابوالصلیین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اس کے ساتھ احتی ہوتے (اور ترک بندگی و اتباع شرع کے باب میں سب سے مقدم و پیش رفت) نہیں (یہاں نہیں اور ہرگز نہیں) بلکہ جس قدر قرب (حتیٰ) زیادہ ہوتا ہے شرع کی بائیکیں اور زیادہ سخت ہوتی جاتی ہیں (کہ) حنفیات الابرار میثاث المقربین (ابرار کی نیکیاں بھی مقربین کے لئے عیب ہوتی ہیں)

ظرف نزدیکان را بیش بود حسیر ان  
(قریب والوں کو حیرت زیادہ ہوتی ہے)

اور حضرت

جن کے رہتے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

آخر دیکھا کہ سید المعمونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات بھر عزادات و نوافل میں مشغول اور کاربات کے لئے گریاں و ملوں رہتے۔ نماز پنجگانہ تو حضور پر فرض تھی بھی نمازِ تہجد کا ادا کرنا بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لازم بلکہ فرض قرار دیا گیا جب کہ اُمت کے لئے وہی سنت کی سنت ہے۔

حضرت سید الطلاقہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ کچھ لوگ زعم کرتے ہیں کہ احمد شریعت تو وصول کا ذریعہ تھے اور ہم واصل ہو گئے یعنی اب ہمیں شریعت کی کیا حاجت۔ فرمایا، وہ پچ کہتے ہیں، واصل ضرور ہوئے مگر کہاں تک؟ جہنم تک۔

چور اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں اگر ہزار برس جیوں تو فرائض و واجبات تو بھی چیز ہیں، جو نوافل و مستحبات مقرر کر دیے ہیں بے عذر شرعی ان میں کچھ کم نہ کروں۔

تو خلق پر تمام راستے بند ہیں مگر وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانِ قدم کی پریوی کرے سے

خلافت پیغمبر کے راہ گزید کہ ہرگز بہ منزلِ ن Roxah e Rasheed

(جس کسی نے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف راستہ اختیار کیا ہرگز منزلِ مقصر)

پر نہ پہنچے گا)

تو ہیں شریعت کفر (اور علمائے دین کو سب و شتم، آفوت میں فضیحت و رسائی کا موجب)

اور اس کے دائرہ سے خروجِ فتنت (دنافرمانی) صوفی (تفوی شمار) صادق (اعلیٰ) عالم سنتی صحیح لعقیدہ

پر خدا رسول کے فرمان (واجب الاذعان کے مطابق) ہمیشہ یہ عقیدت رکھتا ہے کہ (یہاں اصل

میں بیاض ہے) (علمائے شرع میں دارشانِ خاتم النبیین ہیں اور علوم شریعت کے نگہبان و علمدار،

تو ان کی تعظیم و تکریم صاحب شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے اور اس پر دین کا مدار)

اور عالم متدین خدا طلب (خدا پرست، خدا ترس، خدا آگاہ) ہمیشہ صوفی سے (یہاں اصل میں

بیاض ہے) (بتواضع و انکسار پیش آئے گا کہ وہ حق آگاہ اور حق کی پناہ میں ہے) اور اسے اپنے سے

افضل و اکمل جانے گا (کہ وہ دنیاوی آلائشوں سے یاک ہے) جو اعمال اس (صوفی صافی حق پرست و

حق آگاہ) کے اس کی نظر میں قانونِ تقویٰ سے باہر نظر آئیں گے (ان سے صرف نظر کر کے معاملہ عالم الغیب

والشهادة پر چھوڑے گا مصدقہ : ۷

ایک حال عیب خویشتیدہ طعنہ بر عیب دیگران مکنید )

(۱) اپنے عیبوں کو اٹھانے والوں دوسروں کے عیب پر طعنہ زندگی مت کرو )

اے اللہ ! سب کو ہدایت اور اس پر ثبات واستقامت (ثابت قدمی) اور اپنے محبوبوں اور سچے

پکے عقیدوں پر جہان گزاران سے اٹھا۔ آمین یا ارحم الراحمین !

اللَّهُمَّ لِكَ الْحَمْدُ وَإِلَيْكَ الْمُشْتَكَىٰ وَإِنَّ الْمُسْتَعْنَىٰ طَوْلَاحُولٍ وَلَا حُولٍ وَلَا قُوَّةٍ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ

العظيم وصلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب المصطفیٰ وعلی الہ الطیبین وصحبہ الطاہرین اجمعین۔

رسال اعتقاد الاجاب فـ الجميل والمصطفیٰ والاذل والاصحاب ختم ہوا

من ۱۳۲۷ء میں از بریلی مدرسہ منظہر الاسلام مسٹر مولوی محمد فضل صاحب ۵ اربع الاول شریعت ۱۳۳۸ھ

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام خواہش امتی بودن سید عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی ہونے کی خواہش سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چرا کرد

کیوں کی حالانکہ مرتبہ نبوت سے کوئی اور مرتبہ بلند حالانکہ از مرتبہ نبوت دیگر مرتبہ نیست فوق

آئی و مرتبہ امت اسفل ازاں دیگر ایکدی اس طور حدیث را بر عقائد حکمار زیر اک انبیاء علیهم السلام

کار آمد ہو سکتی ہے اس لئے کہ انہیں علیهم الصلوٰۃ در علومِ تمام عالم احتیاج ایشان اذ ایشان احتیاج کے نیستند۔ یعنی تو جروا۔

و السلام ملینی کے اس مقام پر فائز ہیں کر تمام جہان ان کا محتاج ہے وہ کسی کے محتاج نہیں۔ بیان فرمادے اجردے جاؤ گے۔ (ت)

### الجواب

افضل فضیلت مسقونی نہیں ہوتا۔ سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کو محبوبیت بزری کا بلند مرتبہ

اور تمام فضائل عالیہ اس طور پر حاصل ہوتے کہ

کسی کا مركب ان کے غبارتک نہیں پہنچ سکتا۔

تاریک دل والے دوسروں کی فضیلت پر حسد کرتے

ہیں اور اہل کمال جب دیکھتے ہیں کہ ہمیں اس عظیم

افضل غنی از فضل نیست سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم را مرتبہ از محبوبیت کمبہؓی و

وجملہ فضائل عالیہ چنان بخشیدندہ کہ مركب کسے

بغفار او زسد تیرہ دروناں بر فضل دیگران حسد

برند و اہل کمال چوں بینند کہ ما را بآں دسترس

نیست انتساب بآں محبوب خواہستہ